Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللّٰہ

محمد رسول اللّٰہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

رسالہ اردو

ریویو آف ریلیجنز

قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

نمبر ۸ — ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۵۳ سنہ ھ — ۵۔ اگست ۱۹۳۴ سنہ ع — جلد ۳۳

ایڈیٹر
قاضی محمد ظہور الدین اکمل

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون نگار
القول السدید فی توضیح التجدید	۲۹۳ – ۳۰۸	مولانا سید صادق حسین صاحب اٹاوی
فصل الخطاب فی مسئلۃ الحجاب (اسلامی پردہ نمبر ۷)	۳۰۹ – ۳۱۲	مولانا "ابن عمر"
بابا نانک صاحبؒ اور حج کعبہ	۳۱۳ – ۳۲۷	گیانی واحد حسین صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ
مسئلہ زکوٰۃ کی اہمیت	۳۲۷ – ۳۳۱	مولانا ارجمند صاحب مولوی فاضل
البلیۃ المالیہ (اسلامی ممالک کے رقبے)	۳۳۱ – ۳۳۲	ماخوذ

چندہ سالانہ
اندرون ہند سے تین روپے

مصدقہ طلباء اور غیر احمدیوں سے ...

چندہ سالانہ
بیرون ہند سے تین روپے آٹھ آنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بخدمت جملہ معتمدین و امرائے جماعتہائے احمدیہ

برادران کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مَیں آپکی توجہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپیل کی طرف منعطف کرانی چاہتا ہوں جو حضور علیہ السلام نے ریویو آف ریلیجنز کے متعلق ان ایام میں فرمائی جبکہ جماعت کی تعداد چالیس پچاس ہزار تھی۔ حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔

"چونکہ ہماری جماعت کو معلوم ہوگا۔ کہ اصل غرض خدا تعالیٰ کی میرے بھیجنے سے یہی ہے۔ جو غلطیاں اور گمراہیاں عیسائی مذہب نے پھیلائیں ان کو دُور کر کے دُنیا کے عام لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جاوے۔ اور اس غرض مذکورہ بالا کو جس کو دوسرے لفظوں میں احادیث صحیحہ میں کسر صلیب کے نام سے یاد کیا گیا پورا کیا جائے۔ اس لئے اور انہی اغراض کے پورا کرنے کے لئے رسالہ (ریویو آف ریلیجنز) جاری کیا گیا ہے۔ لیکن ابتک اس رسالہ کے شائع کرنیکے سرمایہ کا انتظام کافی نہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہو گیا تو یہ واقعہ میں اس سلسلہ کیلئے ایک ماتم ہوگا۔ اس لئے مَیں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے جوانمردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اس رسالہ کی اعانت کیلئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اُردو و انگریزی کے پیدا ہو جائیں تو یہ رسالہ خاطرخواہ چل نکلیگا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنیوالے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اسقدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ بہت کم ہے۔ سو اے جماعت کے سچے مخلصو! خدا تمھارے ساتھ ہو۔ تم اس کام کے لئے ہمّت کرو۔ خدا تمھارے القا کرے کہ یہی وقت ہمّت کا ہے۔"

اب خیال فرمائیے کہ جب ان ایام میں جماعت احمدیہ کا فرض تھا کہ ریویو کیلئے کم از کم دس ہزار خریدار بہم پہنچائیں تو اب جبکہ جماعت کے افراد کی تعداد بفضلہ کئی لاکھ ہے۔ کیا ہمارے لئے یہ غور کی بات نہیں کہ ریویو آف ریلیجنز کے خریداروں کی تعداد چند سو ہو۔ اور ایک ہزار بھی نہ ہو۔ پس مَیں آپ سے باصرار مطالبہ کرتا ہوں کہ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں سعی بلیغ فرما کر ایک مہینے کے اندر اندر پانسو مزید خریدار مہیا فرمائیں تاکہ اُردو ریویو آف ریلیجنز کا خرچ طباعت چل سکے ورنہ رسالہ کا جاری رہنا جبکہ اس پر ڈھائی ہزار قرض ہے آیندہ محال ہو جائیگا ۔

صفحہ سوم ٹائیٹل پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ناظر تالیف و تصنیف کا سفارش نامہ درج ہے۔ اس کے مطابق ہر مقام پر خاص سعی کر کے خریدار بنائے جائیں اور مجھے براہ راست درخواستیں بھجوائیں۔ مصباح کی اشاعت کیلئے بھی اپنے گھروں میں کوشش فرمائیں۔

خاکسار منیجر و ایڈیٹر رسالہ اُردو ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

155

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

القول السدید فی توضیح التجدید

مقدمہ

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجددین اُمت محمدیہ علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے متعلق پیشگوئی فرمائی ہے۔ علمائے اسلام نے اس پیشگوئی کی صحت اور اس کے وقوع کو علی الاتصال مانا مگر صرف بعض امور کے متعلق اختلاف رائے کیا ہے۔ لہٰذا اس اختلاف کو دُور کرنے کیلئے احقر نے یہ رسالہ القول السدید فی توضیح التجدید لکھا ہے۔ جو معزز ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے ؏ گر قبول افتد زہے عز و شرف

(خاکسار سید صادق احمدی اٹاوی)

القول السدید فی توضیح التجدید

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اِنّا نحن نزّلنا الذکر واناّ لہٗ لحٰفظون ۰ ہم نے الذکر یعنی قرآن نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ قرآن شریف کی حفاظت دو قسم کی ہے لفظی و معنوی۔ قرآن شریف کی لفظی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام فرمایا کہ وہ وقت نزول سے اب تک لکھا ہوا چلا آتا ہے اور اسوقت سے لیکر اب تک ہر زمانہ میں حافظ قرآن بھی چلے آتے ہیں۔ معنوی حفاظت کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام فرمایا ہے کہ ہر زمانہ میں اہل اللہ چلے آتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے باعلام الٰہی فرمایا:۔

"انّ اللہ عزّ وجل یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ رأس کُلّ مِائۃٍ سنۃٍ من یُجدّد لھا دینھا۔ رواہ ابوداؤد۔ (منقول از مشکوٰۃ جلد ا کتاب العلم۔ و تلخیص الصحاح مترجم مطبوعہ صدیقی لاہور صفہ ۱۲۰) ترجمہ۔ تحقیق اللہ عزّ وجل بھیجتا رہیگا اس امت کی نفع رسانی کے لئے ہر سو برس کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صدی سے لیکر شروع تیرھویں صدی تک جو بارہ مجدد ہوئے ہیں وہ سب مہدی ہیں۔ حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین اس کی تائید کرتی ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ بارہ قریشی خلفاء مذکورین کے بعد کے زمانہ کا احادیث نبویہ میں کیا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابن ماجہ کی حدیث مندرجہ ذیل اس پر روشنی ڈال رہی ہے۔ الفاظ اس کے یہ ہیں وتضع الحرب اوزارھا وتسلب قریش ملکھا۔ یعنی اسوقت جہاد کی طاقت زائل ہوجائیگی اور قریش کی حکومت سلب کرلیجائیگی۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں دوسری سلطنت کا غلبہ ہوگا۔ وہ دوسری سلطنت کونسی ہوگی؟ اس کا پتہ حدیث یکسر الصلیب سے چلتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اسوقت نصاریٰ کا غلبہ ہوگا۔ یہ بات ظاہر ہے کہ پیشگوئی کا جب وقوع ہوجاتا ہے تو اس کا مطلب بخوبی سمجھ میں آجاتا ہے۔ چنانچہ خدائے تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ساریکم اٰیاتی فستعرفونھا۔ یعنی میں تمھیں اپنی نشانیاں دکھاؤنگا جب تم انہیں دیکھو گے تو پہچان لوگے۔ اب مشاہدہ گواہ ہے کہ دنیا میں نصاریٰ کی حکومت کا غلبہ ہے۔ زمین کفر و شرک سے بھر گئی ہے۔ اسلام اور اہل اسلام پر وہ مصیبت آئی ہے جس کی نظیر پہلے زمانوں میں نہیں ملتی۔ اس فتنہ کا فرو کرنا ازل سے مسیح موعودؑ کے دم کے ساتھ وابستہ ہے پس چودھویں صدی میں مسیح موعودؑ کا ظہور لازم ہے۔

ایک اور طرح سے بھی اسی بات کی تائید ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ احادیث نبویہ سے زمانے صرف تین معلوم ہوتے ہیں۔ ایک وہ زمانہ جسے خیر القرون یعنی بہترین زمانہ کہتے ہیں جو تیسری صدی ہجری پر ختم ہوگیا۔ دوسرا درمیانی زمانہ جس کی مدت دس صدیوں یعنی ایکہزار برس تک ممتد ہے۔ تیسرا زمانہ جو آخری زمانہ کہلاتا ہے وہ مسیح موعود کا زمانہ ہے اس صورت میں بھی چودھویں صدی کے سر پر مسیح موعودؑ کا ظہور ضروری ہے۔

اس موقع پر تکمیل بحث کیلئے ایک شبہ کا رفع کردینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض علماء نے جنہوں نے اس حدیث کی تشریح کے وقت آیہ استخلاف کو مدنظر نہیں رکھا یہ سمجھ لیا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر صدی کے سر پر بڑے بڑے نامور لوگ پیدا ہوا کرینگے خواہ وہ کسی مذہب کے ہوں چنانچہ انہوں نے بعض شیعہ مجتہدین کو بھی اسی بنا پر مجددین کی فہرست میں لکھدیا ہے مثلاً زبدۃ شرح شفا میں لکھا ہے "الحدیث اشارۃ الی جماعۃ من الاکابر علیٰ رأس کل مائۃ ففی رأس الاول عمر بن عبد العزیز و من الفقھاء والمحدثین و غیرھم مالا یحصی۔ وفی الثانیۃ المامون والشافعی والحسن بن زیاد واشھب المالکی وعلی بن موسیٰ ویحییٰ بن معین ومعروف الکرخی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وعلی الثالثۃ المقتدر وابو جعفر الطحاوی الحنفی وابو جعفر الامامی وابو الحسن الاشعری والنسائی وعلی الرابعۃ القادر باللہ وابو حامد الاسفرائی وابوبکر محمد الخوارزمی الحنفی والمرتضی اخو الرضا الامامی وعلی رأس الخامسۃ المستظہر باللہ والغزالی و القاضی فخر الدین حنفی وغیرہم۔ انتہیٰ (حجج الکرامہ صفحہ ۱۴۰-۱۴۱) یعنی یہ حدیث اشارہ کرتی ہے ایک جماعت کی طرف اکابر میں سے ہر صدی کے سر پر پس رأس اوّل میں عمر بن عبدالعزیز ہیں اور فقہاء و محدثین وغیرہم سے جن کی تعداد نہیں بیان کیجا سکتی اور رأس دوم میں مامون اور شافعی اور حسن بن زیاد اور اشہب مالکی اور علی بن موسیٰ اور یحییٰ بن معین اور معروف کرخی ہیں اور رأس سوم میں المقتدر۔ ابو جعفر طحاوی حنفی۔ اور ابو جعفر شیعہ امامیہ اور ابو الحسن اشعری اور نسائی ہیں اور رأس چہارم میں القادر باللہ اور ابو حامد الاسفرائی۔ ابوبکر محمدؐ خوارزمی اور مرتضیٰ برادر الرضا شیعہ امامیہ۔ اور رأس پنجم میں۔ المستظہر باللہ۔ غزالی۔ قاضی فخر الدین حنفی وغیرہم ہیں۔

اسپر نواب صاحب جھنجلا کر لکھتے ہیں "و گویم شمردن ابو جعفر امامی و مرتضیٰ امامی کہ از مجتہدان شیعہ اند در زمرہ مجددان دین خطار فاحش است زیرا کہ تجدید دین عبارت از احیاء سنت و اماتت بدعت ست و علماء شیعہ ہر چند برتبہ اجتہاد و اقصیٰ غایت فضیلت در علوم برسند مصداق مجددیت دین ہرگز نمیتوانند شد"..... عجب است از محمدؐ طاہر مجمع البحار کہ نقل عبارت زبدہ کردہ تعرض بایں مسامحت نمود" یعنی مَیں کہتا ہوں کہ ابو جعفر اور مرتضیٰ کو جو مجتہدان شیعہ سے ہیں زمرہ مجددد دین میں شمار کرنا صریح خطا ہے کیونکہ تجدید دین سے مراد سُنّت کو زندہ کرنا اور بدعت کو مٹانا ہے اور علمائے شیعہ ہر چند رتبہ اجتہاد پر پہنچے ہوں اور علوم میں انتہا درجہ کی فضیلت اُنہیں حاصل کیوں نہ ہو گئی ہو۔ مگر وہ مصداق مجددیت دین کے ہرگز نہیں ہو سکتے..... تعجب ہے محمدؐ طاہر پر کہ انہوں نے مجمع البحار میں زبدہ کی عبارت نقل کی اور اس مسامحت پر کچھ تعرض نہیں کیا۔

میری گذارش ہے کہ صاحب زبدہ (شرح شفا) نے حدیث متضمن پیشگوئی مجدد دین کا مطلب اتنا ہی سمجھا ہے کہ ہر صدی کے سر پر دنیا میں بڑے بڑے مامور لوگ پیدا ہونگے لہٰذا اُنہوں نے مجتہدین شیعہ میں سے جو بہت بڑے اور نامور مجتہد گذرے ہیں اُن کا نام بھی فہرست مجددؔ ین میں درج کر دیا ہے کیونکہ اُن کے مسلک پر تو ایک بڑا مشہور گویا بھی جو رأس صدی پر ہو مجدد ہو سکتا ہے شاید صاحب مجمع البحار نے بھی اسی وجہ سے کچھ تعرض نہیں کیا۔

ہمارے نزدیک صاحب زبدہ کے مقابلہ میں علامہ سیوطیؒ۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے حدیث زیر بحث کا جو مطلب بیان کیا ہے وہ صحیح ہے کیونکہ انہوں نے خود بھی مجدد ہونے دعویٰ کیا ہے اور اسلامی دنیا نے بھی ان کو مجدد مانا ہے۔

مجدد دراصل حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلّم کا خلیفہ ہے۔ اور چونکہ خلیفہ اپنے پیشرو کے کام کی نگرانی کے لئے ہوتا ہے اس لئے یہ دیکھنا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کام کیا تھا = سورۃ الجمعہ میں ارشاد ربّانی یوں ہے۔ ھوالّذی بعث فی الامیّین رسولا منھم یتلوا علیھم ایٰتہٖ ویزکّیھم ویعلّمھم الکتٰب والحکمۃ ق وان کانوا من قبل لفی ضلٰلٍ مّبینٍ ہ وّاٰخرین منھم لمّا یلحقوا بھم ط وھوالعزیز الحکیم ہ (ترجمہ) وہ ہے (اللہ) جس نے بھیجا اُمیوں میں رسول انہیں میں سے پڑھتا ہے انپر آیتیں اس کی اور پاک کرتا ہے انکو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور حکمت اور تحقیق تھے وہ پہلے اس سے البتہ گمراہی ظاہر میں۔ اور دوسرے لوگوں میں بھی جو ابھی نہیں ملے ان سے اور وہ ہے غالب حکمت والا۔

ان آیات کریمہ سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل کام یا فرائض منصبی حسب ذیل معلوم ہوتے ہیں :-

(۱) لوگوں کو آیات یا پیغامات الٰہی کی تبلیغ۔

(۲) جو اُن آیات پر ایمان لائیں یا پیغامات کو قبول کرلیں اُن کا تزکیہ یعنی اعتقادی و عملی اخلاقی و روحانی اصلاح۔ اور شبہات واوہام ووساوس کا ازالہ۔

(۳) کامل ترقیات حاصل کرنیکے لئے قرآن کریم کے رموز واسرار ومعارف وحقائق کی تعلیم۔

(۴) فلاح دارین کے لئے حکمت ودانائی کی باتوں کی تلقین۔

(۵) وحی والہام رؤیائے صادقہ وکشوف صحیحہ وتائیدات سماویہ کے لذائذ سے متبعین کاملین کو بہرہ اندوز کرنا۔ یا مختصر لفظوں میں یوں کہو کہ خدا سے ملا دینا۔

پس مجدد وہ ہے جو امور پنجگانہ مذکورہ بالا میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قولاً وعملاً نمونہ ہو میں پہلے بیان کرچکا ہوں کہ حدیث زیر بحث آیہ استخلاف کی تفسیر ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی کی بھی یہی رائے ہے۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔ "سُنّتُ اللہ جاریست برآنکہ چوں اکثر خلق بشدتے درمانند مدبر السمٰوات والارض الہامے یا تقریبے میفرستد تا اصلاح عالم بآن تدبیر ورفع شدت صورت گیرد وبعث رسل ونصب مجدد دین برسر ہرمأتہ وچیزہائے بسیار متفرع برہمیں اصل ست حقیقت شناساں تدبیر غیب برائے اصلاح عالم وانجاز موعودے بینند وایں استخلاف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رایکے از نعم عظیمہ میشمارند ؎
حکمت محض ست اگر لطف جہاں آفریں ٭ خاص کند بندۂ مصلحت عام را
انتہی ملخصاً (حجج الکرامہ صفحہ ۱۴۱)

یعنی سنت اللہ یہ ہے کہ جب اکثر خلقت کسی مصیبت میں مبتلا ہو کر عاجز ہو جاتی ہے تو خدائے تعالیٰ جو زمین و آسمان کا مدبر ہے کوئی الہام یا تقریب بھیجتا ہے یا یوں کہو کہ کسی کو ملہم بناتا ہے یا کوئی اور سبب پیدا کرتا ہے تاکہ اُس کے ذریعہ سے دُنیا کی اصلاح ہو اور لوگ جس آفت میں مبتلا ہو گئے ہیں وہ آفت دُور ہو اور رسولوں کا بھیجنا اور ہر صدی کے سر پر مجدد دین کا مبعوث کرنا اور بہت خبریں اسی اصل کی فروعات ہیں حقیقت شناس لوگ تدبیر غیب کو جو اصلاح عالم اور ایفائے وعدہ کے لئے ہوتی ہی دیکھتے ہیں اور اس استخلاف کو خدا کی عظیم نعمتوں میں شمار کرتے ہیں اگر جہان کے پیدا کرنیوالے کا لطف مصلحت عام کے لئے کسی بندہ کو خاص کرے تو یہ سراسر حکمت ہے۔

اور حاشیہ مشکوٰۃ مسمے بہ نجوم المشکوٰۃ مؤلفہ مولانا محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھیجتا رہیگا۔ اس اُمت کے نفع کے لئے اُسوقت جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنتیں مٹ جائیں گی بدعتیں ظاہر ہونگی۔ ہر صدی کے سر پر یعنی صدی گذرنے پر جس کا شمار وقت بعثت آنحضرت صلعم یا آپ کی وفات یا جسوقت یہ حدیث بیان فرمائی اُسوقت سے ہوگا من یجدد لھا دینھا یعنی وہ دین کو از سر نو زندہ کریگا اس طور پر کہ سُنتوں کو رواج دیگا بدعتوں کو مٹائیگا مومنین کے لئے رحمت اور مخالفین پر حُجت ہوگا۔ بالفاظ دیگر ایسے وقت پر جب علم کم ہو جائیگا اور فساد غالب ہوگا تو اللہ تعالےٰ کسی ایسے شخص کو بھیجیگا جس کو وہ چاہیگا کہ دین کو زندہ کرنے کیلئے مجاہدہ کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ اُس کو کتاب و سُنت کا علم عطا کریگا اور اُس کو دیانت اور مجاہدہ کی توفیق بخشیگا۔ پس وہ حتی المقدور اصلاح خلق کی کوشش کریگا جو لوگ اُس کی پیروی کرینگے اُن کے لئے اُس کا وجود رحمت ہوگا اور جو اس سے روگردانی کرینگے اُنپر خدائے تعالیٰ کی حُجت تمام ہوگی۔ الفاظ اُن کے یہ ہیں۔ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ اذا ماتت السنن وحدثت البدع علیٰ راس کل مأتہ سنۃ ای عند القضاء المأتہ من وقت بعثہ علیہ السلام او موتہ او تکلمہ من یجدد لھا دینھا باحیاء السنن و اماتۃ البدعۃ رحمۃ لھم وحجۃ علیھم ای اذا قل العلم وغلب الفساد ویقیم اللہ من قصدہ للمجاھدۃ فی احیاء الدین ویعطیہ العلم بالکتاب والسنۃ ویوفقہ الدیانت والمجاھدۃ فیسعی فی اصلاح الخلق بقدر طاقتہ رحمۃ لمن تبعہ وحجۃ علی من اعرض عنہ" (حجج الکرامہ صفحہ ۱۴۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طیبی نے حاشیہ کشاف میں زیر قولہ تعالےٰ ویلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ کہا ہے کہ یہ آیہ ظاہر کر رہی ہے کہ وحی کا سلسلہ آدم علیہ السلام سے لیکر زمانہ رسول اللہ علیہ وسلم تک جاری رہا اور اتصال اُس کا تا قیام قیامت ہے کوئی نہ کوئی خدائے تعالیٰ کی طرف سے آتا رہے گا۔ (حجج الکرامہ صـ۱۳۸)

اصل عبارت یہ ہے "گویم طیبی در حاشیہ کشاف زیر قولہ تعالیٰ ویلقی الروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ گفتہ ایں آیہ افادہ استمرار وحی ازاں آدم علیہ السلام تا انتہاء زمن رسول خدا صلعم میکند و اتصالش تا قیام ساعت ست باقامت قائم بدعوت" انتہی

اس تحقیقات سے قطعاً ثابت ہو گیا کہ مجدد سے مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کا خلیفہ ہے جو نائب کی حیثیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے کمالات از قسم وحی و الہام و رؤیائے صادقہ و کشوف صحیحہ معارف لدنیہ و تائیدات سماویہ کا جامع ہوگا اور دین اسلام کو ہر صدی کے سر پر از سر نو زندہ کرنے کے لئے آئیگا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور ہر صدی کے سر پر اس قسم کے مجدد آتے رہے۔

اب سوال یہ ہے کہ چودھویں صدی کا مجدد کون ہے؟ ہم پہلے ایک نقشہ میں دکھلا چکے ہیں کہ چودھویں صدی کے مجدد کا زمانہ ظہور ۱۳۱۰ھ تک ہے۔ پس تلاش کرنا چاہیئے کہ چودھویں صدی میں وقت معینہ پر کس نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور مجددیت کے فرائض منصبی کو کس حد تک انجام دیا۔

ہم معزز ناظرین کو بشارت دیتے ہیں کہ اس چودھویں صدی کے مجدد حضرت میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ حضرت اقدس موصوف الصدر اپنے رسالہ فتح اسلام کے حاشیہ صـ۲۵ میں لکھتے ہیں:۔

"صرف رسمی اور ظاہری طور پر قرآن شریف کے تراجم پھیلانا یا فقط کتب دینیہ اور احادیث نبویہ کو اُردو یا فارسی میں ترجمہ کر کے رواج دینا یا بدعات سے بھرے ہوئے خشک طریقے جیسے زمانہ حال کے اکثر مشائخ کا دستور ہو رہا ہے سکھلانا یہ امور ایسے نہیں ہیں جن کو کامل اور واقعی طور پر تجدید دین کہا جائے بلکہ موخر الذکر طریق تو شیطانی راہوں کی تجدید ہے اور دین کا رہزن۔ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کو دنیا میں پھیلانا بیشک عمدہ طریق ہے مگر رسمی طور پر اور نہ تکلف اور فکر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دخوض سے یہ کام کرنا اور اپنا نفس واقعی طور پر حدیث و قرآن کا مورد نہ ہونا ایسی ظاہری اور بے مغز خدمتیں ہر ایک باعلم آدمی کرسکتا ہے اور ہمیشہ جاری ہیں ان کو مجددیت سے کچھ علاقہ نہیں یہ تمام امور خدائے تعالیٰ کے نزدیک فقط استخوان فروشی ہے اس سے بڑھکر نہیں اللہ جل شانہ فرماتا ہے لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون۔ اور فرماتا ہے:۔

یا ایھا الذین اٰمنوا علیکم انفسکم لا یضرّکم من ضلّ اذا اھتدیتم۔

اندھا اندھے کو کیا راہ دکھائے گا اور مجذوم دوسرے بدنوں کو کیا صاف کریگا تجدید دین وہ پاک کیفیت ہے کہ اوّل عاشقانہ جوش کے ساتھ اس پاک دل پر نازل ہوتی ہے کہ جو مکالمہ الٰہی کے درجہ تک پہنچ گیا ہو پھر دوسروں میں جلد یا دیر سے اس کی سرایت ہوتی ہے جو لوگ خدائے تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخوان فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں خدا تعالےٰ انہیں ان تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں اور ان کی باتیں از قبیل جوشیدن ہوتی ہیں نہ محض از قبیل کوشیدن اور وہ حال سے بولتے ہیں نہ مجرد قال سے اور خدا تعالیٰ کے الہام کی تجلی ان کے دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک مشکل کے وقت روح القدس سے سکھلائے جاتے ہیں اور ان کی گفتار و کردار میں دنیا پرستی کی ملونی نہیں ہوتی کیونکہ وہ بکلی مصفا کیئے گئے اور تمام و کمال کھینچے گئے ہیں"

پھر رسالہ مذکورہ کے دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"اے دانشمندو! تم اس سے تعجب مت کرو کہ خدا تعالیٰ نے اس ضرورت کے وقت میں اور اس گہری تاریکی کے دنوں میں ایک آسمانی روشنی نازل کی اور ایک بندہ کو مصلحت عام کے لئے خاص کر کے بغرض اعلاء کلمہ اسلام و اشاعت نور حضرت خیر الانام اور تائید مسلمانوں کے لئے اور نیز اُن کی اندرونی حالت کے صاف کرنے کے ارادہ سے دنیا میں بھیجا تعجب تو اس بات میں ہوتا کہ وہ خدا جو حامی دین اسلام ہے جس نے وعدہ کیا تھا کہ میں ہمیشہ تعلیم قرآنی کا نگہبان رہونگا اور اسے سرد اور بے رونق اور بے نور نہیں ہونے دونگا وہ اس تاریکی کو دیکھ کر اور ان اندرونی و بیرونی فسادوں پر نظر ڈال کر چپ رہتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اپنے اس وعدہ کو یاد نہ کرتا جس کو اپنے پاک کلام میں مؤکد طور پر بیان کر چکا تھا۔ پھر مَیں کہتا ہوں کہ اگر تعجب کی جگہ تھی تو یہ تھی کہ اس پاک رسولؐ کی یہ صاف اور کھُلی کھُلی پیشگوئی خطا جاتی جس میں فرمایا گیا تھا کہ ہر ایک صدی کے سر پر خدا تعالیٰ ایک ایسے بندہ کو پیدا کرتا رہیگا کہ جو اس کے دین کی تجدید کریگا سو یہ تعجب کا مقام نہیں بلکہ ہزار در ہزار شکر کا مقام اور ایمان اور یقین کے بڑھانے کا وقت ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کو پورا کیا اور اپنے رسولؐ کی پیشگوئی میں ایک منٹ کا بھی فرق پڑنے نہیں دیا اور نہ صرف اس پیشگوئی کو پوری کرکے دکھلایا بلکہ آیندہ کے لئے بھی ہزاروں پیشگوئیوں اور خوارق کا دروازہ کھول دیا۔ اگر تم ایماندار رہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجالاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گذر گئے اور بیشمار روحیں اس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں وہ وقت تم نے پالیا...... مَیں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے..... قوت اور طبع اور خاصیت مسیح ابن مریمؑ کی پاکر اسی مُدت کے قریب قریب جو کلیم اوّل کے زمانہ سے مسیح ابن مریمؑ کے زمانہ تک تھی یعنی چودھویں صدی میں آسمان سے اُترا اور وہ اُترنا روحانی طور پر تھا جیسا کہ کمّل لوگوں کا صعود کے بعد خلق اللہ کی اصلاح کے لئے نزول ہوتا ہے اور سب باتوں میں اسی زمانہ کے ہم شکل زمانہ میں اُترا جو مسیح ابن مریمؑ کے اُترنے کا زمانہ تھا تا سمجھنے والوں کے لئے نشان ہو۔"

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار

آسماں بارد نشاں الوقت مے گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بے قرار

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار

اِک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آئیں یہ دن اور یہ بہار

ملّتِ احمدؐ کی مالک نے جو ڈالی تھی بنا
آج پوری ہو رہی ہے اے عزیزانِ دیار

گلشنِ احمدؐ بنا ہے مسکنِ بادِ صبا
جس کی تحریکوں سے سُنتا ہے بشر گفتارِ یار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

163

فصل الخطاب فی مسئلۃ الحجاب

(یا)

اسلامی پردہ

(نمبر ۷)

اور پردہ کے دوسرے مخالفین کا اس پر تیسرا اعتراض یہ تھا کہ پردہ حصول تعلیم میں روک ہے، اور ایک لڑکی جب تعلیم حاصل کرنا چاہتی ہے تو اس کے لئے پردہ میں بیٹھ کر وہ آسانیاں اور سہولتیں میسر نہیں، جن سے کسی طالب علم کو محروم کر دینا کسی طرح بھی دانشمندانہ و مشفقانہ اور منصفانہ فعل نہیں قرار دیا جا سکتا۔ پردہ کی اسی روک سے متعلم ہی مشکلات میں نہیں محصور ہوتے بلکہ معلم بھی پوری سہولیت اور توجہ سے اپنے تعلیمی اثرات سے متعلم کو متاثر نہیں کر سکتا۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ہندوستان کی عورتیں اسی لئے علم سے بے بہرہ اور جاہل ہیں کہ انہیں پردہ کی جکڑ بندیوں میں قید رکھا جاتا ہے،

ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہندوستان کی مسلمان خواتین کی تعلیمی پس ماندگی کی بہت حد تک وجہ ہمارے مروجہ پردہ کی شدت ہے، لیکن جیسا آگے چلکر ہم ثابت کرینگے۔ ہماری عورتوں کا موجودہ پردہ ہرگز شرعی پردہ نہیں اور حقیقی اسلامی پردہ جس پر صحابیات اور سلف صالح کی عورتیں کاربند تھیں ہرگز حصول تعلیم میں روک نہیں۔ کیونکہ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ پردہ ایسا ہی تباہ کن ہے اور کہ یہ خواتین کی علمی ترقی کے راستہ میں سد سکندری بن رہا ہے تو اس کا قطعی اور لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے، کہ جب بھی اور جہاں بھی دنیا میں پردہ رائج رہا ہے۔ وہاں اسوقت کی خواتین بے علم اور جاہل رہی ہوں۔ اس اصل کے پیش نظر جب ہم اسلامی تاریخ پر نگاہ ڈالتے ہیں تو بالکل بر حسن طور پر یہ اعتراض بیہودہ اور خلاف واقعہ ثابت ہو جاتا ہے۔

سلف صالح جو ہم سے زیادہ احکام الٰہیّہ کے بجا لانیوالے تھے ان کی خواتین کے حالات زندگی پر نگاہ کرو تمھیں نظر آئیگا کہ ان کی علمی ترقیات کمال کو پہنچی ہوئی تھیں۔ اور اسی زمانہ میں جبکہ حصول تعلیم کے وسائل اور اس کے ذرائع بے حد مشکل اور محدود تھے انکی علمی قابلیتیں اس پایہ کی تھیں کہ تہذیب جدید میں پلے ہوئے مرد بھی ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنا باعث صد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

افتخار و برکت سمجھیں۔

تاریخ کے صفحات سے حضرت عائشہ رضؓ کے کارنامے ابھی محو نہیں ہوئے۔ حضرت حفصہ رضؓ کا نام علمی دنیا فراموش نہیں کر سکتی۔ شفاء بنت عبداللہ کی قابلیت پر کوئی حرف گیر نہیں ہو سکتا۔ مکہ معظمہ کی رابعہ عسقلانیہ۔ فاطمہ نیشاپوریہ آسیہ بنت جاراللہ کے علمی کارناموں سے تاریخ کے صفحات معمور رہیں۔ بغداد کی تاریخ ام الخیر۔ ام الفتح بنت احمد۔ حمدہ بنت واثق۔ خدیجہ بنت القسم اور فاطمہ بنت یحییٰ برمکی کو کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ اندلس کی حفصہ بنت ہمارون۔ رضیہ بنت المتنصر باللہ۔ زینب۔ عائذہ۔ عائشہ۔ قدخہ۔ بیت المقدس کی زینب۔ قسطنطنیہ کی حلیمہ بنت صادق۔ دمشق کی تفہ بنت ابوالفرج اور ام یوسف فاطمہ۔ مصر کی نفیسہ اور فاطمہ یہ تمام وہ عورتیں تھیں کہ علوم کی تحصیل اور علوم کی خدمت جنکے مناقب و فضائل کا نہایت جلی عنوان ہے، ان سے علاوہ بنی امیہ اور بنو عباس کے عہدہائے حکومت کی سینکڑوں اور ہزاروں خواتین کی علمی قابلیتیں ناقابل انکار ہیں۔ سپین میں مسلمانوں کی ہشت صد سالہ تاریخ کو پڑھ جاؤ لاتعداد ایسی خواتین کے نام تمھیں نظر آئینگے جنھوں نے قابل تحسین علمی ترقیات حاصل کی تھیں۔ اور یہ سب محترم بیبیاں پردہ نشین اور اسلام کے اس حکم کی شدّت سے پابند تھیں۔

مضمون کے اس پہلو میں زیادہ تفصیل سے جاتے ہوئے شاید میں اپنے موضوع سے زیادہ دُور ہٹ جاؤں ورنہ آپ کو تفصیل سے بتلاتا کہ ان خواتین کے علمی کارنامے حیرت انگیز تھے جنہیں پردہ میں رہنا باعث فخر تھا اور اس سے باہر آنا وہ اپنی اخلاقی موت تصوّر کرتی تھیں۔

غرض یہ بالکل غلط خیال ہے کہ پردہ حصول تعلیم میں کسی قسم کی روک کا باعث ہے، تاریخ اسلامی بڑے زور سے اس خیال کی تردید کرتی ہے۔ ہاں اگر کوئی پردہ جائز تعلیم کے راستہ میں روک بنتا ہے تو وہ اسلامی پردہ نہیں اس کے ذمہ دار ہمارے رواج ہیں یا حد سے بڑھی ہوئی احتیاطیں، اسلامی پردہ میں رہ کر عورت اگر چاہے تو ہر طور کی تعلیم حاصل کر سکتی ہے گو ہمارے نزدیک تو عورتوں کی تعلیم کا اسلوب و نہج ہی مردوں سے جداگانہ ہونا چاہیئے کیونکہ دائرہ عمل مختلف، ان کی ضروریات الگ، انکے فرائض و واجبات علیحدہ تو بھی اگر یونیورسٹیوں کی ڈگریوں ہی کے حاصل کرنے اور انکا دم چھلا لگانیکا جنون ہے خواہ ضرورتاً یا رسماً و رواجاً تو اس راہ میں بھی اسلامی پردہ روک نہیں بنتا۔ اسلامی پردہ میں رہ کر اس کا بھی انتظام کیا جا سکتا ہے۔ پردہ کی اسلامی حدود سے زیادہ سخت قیود میں رہتے ہوئے ہماری کئی ایک بہنوں نے ڈگریاں حاصل کی ہیں۔

اسی طرح یہ بھی غلط ہے کہ پردہ تبادلہ خیالات سے روکتا ہے، احادیث میں صاف مذکور ہے کہ

164
Digitized by Khilafat Library Rabwah

صحابہؓ بعض مسائل کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تبادلہ خیالات کرتے تھے۔ خود نبی کریم فداہ جسمی وروحی نے بھی فرمایا کہ نصف دین عائشہؓ سے سیکھو۔ اگر پردہ کے باعث تبادلہ خیالات نہیں ہو سکتا تھا تو دین سکھانے کے اہم فرض کی ادائیگی کا فرض حضرت عائشہؓ سے انجام پذیر نہیں ہو سکتا تھا۔ اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا حکم دیتے۔ پھر تاریخ اسلام کا مطالعہ کرو تو تمھیں معلوم ہوگا کہ بغداد کی ام الخیر۔ اور ام سعد۔ ام الفتح۔ ام ہانی بنت نورالدین، خدیجہ بنت احمدؒ، رجب بنت شہاب الدین احمدؒ۔ الف بنت الجمال الکنعانی، ام عمر کلثوم۔ زینب اور ام یوسف فاطمہ۔ یہ سب وہ محترم خواتین تھیں جن سے ابن عساکر۔ ابن سعدہ۔ قاضی تقی الدین۔ امام جلال الدین سیوطی۔ علامہ ابن حجر عسقلانی، امام بخاری ایسے نامور محدثین نے علی الترتیب استفادہ کیا۔ اور ان سے علاوہ اور ہزارہا محترم بیبیاں تھیں جو اپنے زمانہ میں علم کا مرکز تھیں۔

اوّل تو جیسا ہم نے بتلایا پردہ جائز اور ضروری تبادلہ خیالات کرنے سے قطعاً نہیں روکتا۔ اور اس کے مفہوم ہی میں یہ بات داخل نہیں کہ عورتیں مردوں کے تعلق میں گم سم ہو کر رہ جائیں۔ لیکن اب تو اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے ہیں کہ تنہائی کے گوشہ میں بالکل علیحدہ اور اکیلے بیٹھ کر ہر شخص کسی کی باتیں خود اس کی زبانی سُن سکتا ہے، ریڈیو، ٹیلیگرام، ٹیلیفون، لاؤڈ سپیکر ایسی ایجادات ہوگئی ہیں کہ گھر بیٹھے ہر شخص سے گفتگو کی جا سکتی ہے۔

نہ صرف یہ کہ پردہ تعلیم کی راہ میں کسی قسم کی روک اور موانع نہیں پیدا کرتا بلکہ ہم کہینگے کہ اس کی وجہ سے خواتین کو بہ نسبت بے پردگی اور بے حجابی کے حصول تعلیم کے زیادہ مواقع حاصل ہیں۔ کیونکہ جیسا ہم بے پردگی کی ساتویں مضرت کے بیان میں بیان کر آئے ہیں کہ نسوانی فطرت عورت میں جب اس پر غیروں کی نگاہ پڑ رہی ہو زیبائش و سنگار کا احساس پیدا کرتی ہے، اس کے پیش نظر ہم کہتے ہیں کہ جب یہ عورتیں بے حجابانہ مردوں کے سامنے حصول تعلیم کے لئے نکلیں گی تو ضرور ہے کہ مردوں کی نگاہیں ان پر گریں۔ اور اپنی فطرت سے مجبور ہو کر انہیں سنگار و آرائش کا خیال پیدا ہو اس لئے جب بھی انہیں مواقع ہونگے باہر نکلنے سے پہلے پوری طرح بن سنور کر نکلیں گی اور اس طرح ان کے اوقات کا بہت سا حصہ جسے وہ تعلیمی طور پر مفید اور کارآمد امور میں خرچ کر سکتی تھیں بناؤ سنگار میں خرچ ہونے لگیگا اور ہم بتلا چکے ہیں کہ کس طرح ہائی سکولوں اور کالجوں میں تعلیم حاصل کرنے والی لڑکیوں کے اوقات اور کتب کا بیشتر حصہ ایسے ہی امور پر مشتمل ہوتا ہے، بتلائیے اس ماحول میں تربیت پانیوالی، ایسی کتابیں پڑھنے والی اسی لائحہ عمل پر زندگی بسر کرنیوالی لڑکیوں سے کون دانشمند بہتر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سر پر کوئی ایسا شخص جو دین اسلام کو از سرِ نو تازہ کر دیا کریگا۔

نواب صدیق حسن خانصاحب اس حدیث مجدّد کی نسبت اپنی کتاب حجج الکرامہ میں لکھتے ہیں :-

"قد اتفق الحفاظ علی تصحیح ھذا الحدیث منہم الحاکم فی المستدرک والبیھقی فی المدخل وممن نص علی صحتہ من المتاخرین الحافظ ابن حجر" (حجج الکرامہ صفحہ ۱۳۳ مطبوعہ بھوپال) یعنی حافظان حدیث نے اس حدیث کی صحت پر اتفاق کیا ہے۔ ان میں سے حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے المدخل میں اس کی تصحیح کی ہے اور متاخرین میں سے جس نے اس حدیث کی صحت پر نص کی ہے وہ حافظ ابن حجر ہیں۔

پھر نواب صاحب لکھتے ہیں "در مجالس الابرار گفتہ مراد بر سر ہر صد سال اوّل صد سال ست از ہجرت نبویہ صلعم" یعنی مجالس الابرار میں کہا ہے کہ ہر صدی کے سر سے مراد ہجرت نبویہ سے صدی کا اوّل ہے۔

نوّاب صاحب موصوف اپنی ایک دوسری کتاب حدیث الغاشیہ نام میں مہدی معہود کی نسبت لکھتے ہیں "یہ مجدد دین ہیں اس لئے نکلنا ان کا شروع صدی یا آخر صدی پر خیال کیا گیا ہے دس بیس برس تک آغاز صدی پر اطلاق راس مائۃ کا ہو سکتا ہے۔"

آگے چل کر صفحہ مذکور میں لکھتے ہیں "اب چودھویں صدی کا آغاز ہے دیکھئے اب بھی آتے ہیں یا نہیں آتے اتنی بات تو ضرور ہے کہ علامات بعیدہ ان کے ظہور کے سب گذر گئے علامات قریبہ نظر آتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وقت ظہور کا اب بہت قریب آگیا ہے واللہ اعلم۔"

پھر حجج الکرامہ میں مجالس الابرار کے حوالہ مذکورہ بالا سے آگے چلکر لکھتے ہیں "گفتہ اند کہ مجدد را لازم ست کہ مردے مشہور بعلم معروف بفضل مشارٌ الیہ در دین باشد و یکصد سال بگذرد و وے زندہ باشد" یعنی اور کہا ہے (علماء نے) کہ مجدد کے لئے یہ امر لازم ہے کہ وہ علم میں مشہور فضل میں معروف دین میں مشار الیہ ہو (یعنی لوگ دین کا نمونہ سمجھ کر اُس کی طرف اشارہ کرتے ہوں) اور ایک صدی گذرنے کے وقت وہ زندہ رہے۔

پھر نوّاب صاحب فرماتے ہیں "مراد بسر صد نزد بعض اہل علم آنست کہ در شروع مأتہ در سالہائے طاق مثل سال یکم و سوم و پنجم و ہفتم و نہم یافتہ شود ..... و اولیت مأتہ تا بست و پنجسال از آغاز ہر مأتہ محتمل ست بلکہ تا نصف مأتہ (حجج الکرامہ صفحہ ۱۳۲ مختصراً) یعنی صدی کے سر سے مراد بعض اہل علم کے نزدیک یہ ہے کہ صدی کے شروع اور سالہائے طاق مثل پہلی تیسری۔ پانچویں۔ ساتویں اور نویں سال میں موجود ہو..... اور صدی کی اوّلیت ہر صدی کے شروع کے پچیس سال تک بلکہ پچاس برس تک ہو سکتی ہے۔

اس کے بعد لکھتے ہیں "بعضے گفتہ اند کہ مراد براس ہر مأتہ بدایت مأتہ نیست بلکہ مقصود بعثت مجدد در ہر مأتہ ست خواہ در اوّل مبعوث شود یا در اوسط یا در آخر و قید راس اتفاقی ست غرض آنست کہ ہیچ مأتہ از وجود

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو تعلق قائم رکھ سکتا ہے۔

غرض یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ لڑکیوں کو بے حجاب کر کے تعلیمی اداروں میں بھیجنا اس امر کا مترادف ہے کہ لڑکیاں اپنے بہترین اور بیشتر اوقات مطالعہ کتب کی بجائے "مطالعہ حسن" میں بسر کریں اور تعلیم حاصل کرنے کی بجائے اپنی زیبائش کے پیچھے پڑی رہیں۔ لیکن پردہ چونکہ ایسی باتوں کی اجازت نہیں دیتا اور روکتا ہے کہ عورتیں اپنی زینتیں اپنے سنگار اپنی زیبائش اپنے نکھار اپنے پوڈر اور ہر قسم کے ارمان انگیز بھڑکیلے لباس مردوں کے سامنے ظاہر کریں۔ اس طرح وہ عورتوں کے اوقات کو ایسے بیہودہ مشاغل میں ضائع کرنے سے بچانے کا موجب ہے بجائے اس کے کہ وہ تعلیم میں کسی قسم کی روک بنے۔

اعتراض کی صحت و درستی سے قطع نظر کرتے ہوئے محض اعتراض کی خاطر چند الفاظ اور فقرات کا ترتیب دے لینا کچھ مشکل نہیں۔ ہر شخص نہایت آسانی سے ایسا کر سکتا ہے، سوال تو یہ ہے کہ معترض اعتراض کے بعد اپنی ذمہ داریوں کا احساس بھی رکھتا ہے یا نہیں، اور اس کے پاس اپنے اعتراض کو مدلل و موجہ بنانے کیلئے کونسا ذخیرہ ہے، مخالفین نے کرنیکو تو اعتراض کر دیا کہ پردہ حصول تعلیم میں روک ہے لیکن یہ خیال نہ فرمایا کہ اسلام کے ایام ماضیہ کی عورتوں نے جنہیں پردہ کے اس حکم پر چلکر مدارج ترقی طے کرنے کے لئے نہایت قلیل اور پُر از مشکلات فرصت ملی تھی تعلیمی دنیا میں وہ حیرت انگیز کام کیئے جو اس اعلیٰ علمی زمانہ میں بھی قابل یادگار ہیں، اور وہ اس ابتدائی زمانہ میں جبکہ وسائل علم بیحد محدود تھے جبکہ دنیا کی ذہنی ترقی اس پایہ کی نہ تھی جیسی ہمارے اس زمانہ کی ہے وہ پردہ میں رہ کر بڑھ گئی تھی اور اسوقت انکے راستہ میں یہ چیز کوئی روک ثابت نہ ہوئی تھی تو اس سہولیت و روشنی کے زمانہ میں پردہ کیوں روک ہونے لگا۔ بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ اسوقت کی عورتوں کو تو موقعہ بھی تھا کہ پردہ اگر روک ہے تو اسے کسی قدر نرم بھی کر لیں کیونکہ وسائل علم بیحد محدود تھے۔ خود مردوں کے لئے حصول علم دشوار ہو رہا تھا۔ دنیا کی علمی ترقیات ابھی اس حد تک نہ تھیں، لیکن اس زمانہ میں جبکہ تعلیم کے حصول کے لئے بدرجہ غایت سہولتیں میسر ہیں پردہ کو دور کرنا یا اسپر "معاون جہالت" ہونے کا الزام عائد کرنا تو کسی طرح بھی درست اور قابل ستائش قرار نہیں دیا جاسکتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

165

بابا نانک صاحبؒ اور حج کعبہ

(بجواب)

گورو نانک صاحب و طواف کعبہ مصنّفہ ایڈیٹر خالصہ سماچار

بھائی سیوا سنگھ صاحب ایڈیٹر اخبار خالصہ سماچار امرتسر اپنے ٹریکٹ "گورو نانک صاحب اور طواف کعبہ" میں تحریر فرماتے ہیں :-

"معلوم ہوتا ہے کہ جب مردانہ نے گورو صاحب کو ہندوؤں کے تیرتھوں اور پنڈتوں پجاریوں سنیاسیوں جوگیوں کو راہ راست پر لاتے دیکھا تو اُس کے دل میں خیال آیا کہ کاش یہ عرب کے اُمی نبی کے ملک میں تشریف لے جاتے اور دن میں پانچ دفعہ منارے پر چڑھ کر "اللہ اکبر" کی آواز دینے والوں کو سنگ اسود کی پرستش سے ہٹاتے اور خدا کا کعبہ کی چار دیواری میں ہونے کا خیال خام مسلمانوں کے دلوں سے اُٹھاتے"۔ (گورو نانک صاحب اور طواف کعبہ صفحہ ۳۰)

جواب :- اِس اعتراض کے تین حصّے ہیں (۱) سفر مکہ حج کی نیت سے نہ تھا بلکہ مردانہ کے کہنے پر تھا۔ (۲) سنگ اسود کی پوجا سے لوگوں کو ہٹانے کے لئے تھا (۳) خدا تعالیٰ کو کعبہ کی چار دیواری میں ہونے کے خیال کی تردید کرنا مقصود تھا۔ نمبر اوّل کے جواب میں عرض ہے کہ جنم ساکھی بالا میں تو لکھا ہے کہ سفر مکہ معظمہ آپ کے الہام کی بنا پر تھا چنانچہ لکھا ہے :-

"ہُن حکم پاتیکر خدا ٹیکا درویش نانک کو آیا ہے جو اگے شیخاں کو ہوں حکم دیا سا جو تُسیں سچ دے دل پر چلو ...... ہُن عمل نانک درویش تمھارا چلیا ہے توں آپس کو سمبھال دنیا اندر جا سب تھاں مقام جیتے توں کھنڈ برتھوی اوپر ہُن تناں کی زیارت کر کے حضرت مکے مدینے حج کر"

(جنم ساکھی بالا صفحہ ۱۷۴)

یعنی حضرت باوا صاحبؒ کو الہام ہوتا ہے کہ اے نانک تم کو وہی حکم دیا جاتا ہے جو پہلے شیخوں کو دیا تھا اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ اسلامی احکام ہی تھے جو شیخوں کو دیئے گئے تھے کیونکہ انہوں نے عمل چھوڑ دیا ہے تم کو بھی وہی حکم دیا جاتا ہے اور سب مقاموں کی زیارت کر کے مکہ مدینہ کا حج کرو۔ اب صاف معلوم ہو گیا کہ باوا صاحب کا یہ سفر مردانہ کے کہنے پر نہ تھا بلکہ بحکم خداوندی حج بیت اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے تھا پھر دوسرے مقام پر باوا صاحبؒ کی زبانی لکھا ہے :-

"مردانیاں ایناں حاجیاں نوں جان دے جے ساڈے نصیب حج کعبہ دی ہے تاں اسیں بھی کرلواں گے مردانیاں اے راہ ایسا ہے جے ہر محبت خدمت کردیاں جائیے تاں فیض پاوی دا ہے اتے جے حجت ہاسہ مسکریخ کردیاں جائیے تاں حاجی نہیں ہوئیدا"

(جنم ساکھی بالا صفحہ ۱۶۶)

باوا صاحبؒ کا یہ فرمانا کہ اگر ہمارے نصیب میں ہُوا تو ہم بھی حج کرلیں گے کیسا صاف ہے کہ آپ صرف حج کے لئے ہی مکہ معظمہ میں تشریف لے گئے تھے اور راستہ میں نہایت متقیانہ روش اختیار کی جو قرآن مجید کی آیت فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ کے ماتحت تھی پھر لکھا ہے :-

"مکے دے نزدیک آئے کے حاجیاں کا نیلا بانا کیا اور ہتھ میں عصا لیا اور اک ہتھ میں تسبیح لئی سر پر مصلہ پر یا بگل وچ کتاب رکھی حاجی درویش ہو کر جائے مکے دی حج کو بھیئے تب مکے میت وچ بیٹھے۔ لگے سورہ کلام دی صفت کرن" (جنم ساکھی بالا صفحہ ۱۶۸)

مندرجہ بالا جنم ساکھی کے بیان سے کہ باوا صاحب کا مکہ معظمہ کے نزدیک جا کر حاجیوں کا لباس پہننا ہاتھ میں تسبیح بغل میں قرآن شریف رکھنا اور الفاظ "مکے کی حج کو بھیئے" ظاہر کرتا ہے کہ آپ حج کے لئے ہی مکہ شریف میں گئے تھے اور مسجد میں ٹھیرے کلام اللہ یعنی قرآن پاک کی تلاوت کی۔ اس عبارت کی موجودگی میں یہ کہنا کہ آپ حج کی نیت سے نہ گئے تھے کس طرح درست ہو سکتا ہے پھر اس جنم ساکھی اور کئی ایک ساکھیوں میں لکھا ہے کہ آپ کو حاجی کہا گیا لیکن آپ نے اُس کی تردید نہیں کی پھر جنم ساکھی بالا اُردو میں لکھا ہے :-

"تب گورو صاحب نے وہیں مقام کیا اور مردانہ کو کہا کہ مردانہ اِن حاجیوں کو جانے دو اگر ہمارے نصیب میں حج کعبہ ہے تو ہم بھی جاویں گے۔ (جنم ساکھی بالا اُردو صفحہ ۱۷۲)

پیارے ناظرین غور فرمائیں بھائی سیوا سنگھ صاحب کا اس عبارت کی موجودگی میں کہنا کہ آپ حج کی نیت سے مکہ معظمہ نہیں گئے کس طرح درست ہو سکتا ہے۔

بہ فرض محال اگر ہم چند منٹ کے لئے تسلیم بھی کرلیں کہ آپ نے کعبہ شریف کی طرف پاؤں کئے تو تضاد لازم آتا ہے جس سے باوا صاحبؒ کی پوزیشن سخت خطرہ میں پڑ جاتی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نانک حج کرو اور آپ جاتے بھی حج کے لئے ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہاں پہنچکر آپ اُس حکم خداوندی کے اُلٹ کریں اور بیت اللہ کی طرف پاؤں کر کے سو جاویں اِن دونو باتوں میں ایک ضرور غلط ہے کیونکہ مَیں نے ثابت کردیا ہے کہ آپ بغرض حج ہی گئے تھے۔ اِس لئے کعبہ پھرنے وغیرہ کا واقعہ فرضی

166
Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ جو بعد میں جنم ساکھی میں داخل کیا گیا ہے۔ پھر لکھا ہے باوا صاحب مردانہ کے پوچھنے پر جواب دیتے ہیں

پھر مردانے نے کہا کہ وہ پتھر مکہ شریف میں کیسا ہے تو گورو جی نے کہا مردانیاں یہ پتھر مسلمانوں کے گناہوں کا کفارہ ہے اور سیاہ اِس واسطے ہوا ہے کہ مسلمانوں کے گناہ اسپر لگ جاتے ہیں جو صدق دل سے آکر حج کرے اُس کے پچھلے گناہ سب دُور ہو جاتے ہیں اور ایسا ہو جاتا ہے کہ جیسے مادر سے بچہ بے گناہ پیدا ہوتا ہے پھر مردانے نے کہا کہ ہمارا کیا حال ہے ہم تو کراہت سے زیارت کو گئے تھے تو گورو جی نے کہا مردانہ اس بات سے باز آ۔ جو کراہت سے آکر زیارت کرے وہ اللہ اور اُسکے رسولؐ کا چور ہے" (جنم ساکھی بالا اُردو ص۱۷۶)

ناظرین! اب تو باوا صاحب کا عقیدہ صاف ظاہر ہے جس میں ذرا بھی تاویل کی گنجائش نہیں اِس حوالہ نے تو فیصلہ ہی کر دیا کہ جو شخص کراہت سے زیارت کرے وہ اللہ اور رسولؐ کا چور ہے۔ پھر گورو صاحب مردانہ کو فرماتے ہیں:۔

"اے مردانہ خوب یاد رکھو جو مکہ شریف کو نہ مانے وہ کافر ہے خواہ کون ہو" (جنم ساکھی بالا اُردو ص۱۷۹)

اعتراض نمبر ۲ کے جواب میں عرض ہے۔ کوئی مسلمان سنگ اسود کی پوجا نہیں کرتا پرستش کے معنے ہیں کہ اپنی حاجتیں پیش کرنا دُکھوں سے نجات مانگنا اور نفع حاصل کرنے کے لئے دُعا کرنا۔ لیکن حجر اسود سے نہ کوئی مدد مانگتا ہے اور نہ ہی اس سے نفع چاہتا ہے اور نہ ہی اِس کا کسی اسلامی عبادت میں ذکر ہے پتھر تو ایک پتھر ہی ہے جو نہ کسی کو نفع اور نقصان دے سکتا ہے کیونکہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ کا لگا یا ہوا ہے بطور پیارے کی یادگار کے اس کی تعظیم کیجاتی ہے اور یہ تصویری زبان میں پیشگوئی ہے نامعلوم آپنے کیونکر یہ اعتراض کر دیا جبکہ آپ اُن مقامات کو جہاں گورو صاحبان بیٹھے یا اُن کے ساتھ کوئی واقعہ پیش آیا ہو قابل عزت سمجھتے ہیں اور ساتھ صاحب کا لفظ بولتے ہیں مثلاً۔ منجی صاحب۔ بن صاحب۔ بیری صاحب۔ ٹالی صاحب۔ کیاری صاحب۔ تھڑا صاحب۔ ہٹ صاحب وغیرہ۔ حالانکہ صاحب کا لفظ سوائے ذی شعور کے نہیں بولا جاتا پس پیارے دوست سنگ اسود کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا بت پرستی نہیں شاید آپ نے بوسہ دینے کو ہی عبادت سمجھ لیا ہو سو یہ غلط ہے کیونکہ یہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ وہ جب پیارے کے خط یا تصویر کو دیکھتا ہے تو محبت سے چوم لیتا ہے۔ بھائی جی کے خیال کے مطابق تو وہ اُس تصویر یا خط کے پوجک ٹھہریں گے اور بیوی اور بچوں کے بوسے لینے والے اُن کے عابد اور خدا کو سجدہ کرنیوالے زمین کے پوجاری ماننے پڑیں گے پیارے ایڈیٹر صاحب آپکو حجر اسود کو بوسہ دینا تو بُت پرستی دکھائی دیتی ہے لیکن ذرا گھر پر ہی نظر مار لیتے۔ سُنئے غور سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سُنئے آپکے ہاں تو لکھا ہے کہ مورتی پوجا سے دھنے و نام دیو جی وغیرہ بھگتوں کو خدا مل گیا۔ چنانچہ بھگت سری نام دیو جی مہاراج کے متعلق ہے:۔

دودھ کٹورے گڈوے پانی ÷ کپل گائے نامے دُہے آنی ÷ دودھ پیؤ گوبند رائے ÷ دودھ پیؤ میرو من پتیائے

نہیں تہ گھر کو باپ رسائے ÷ رہاؤ ÷ سوئن کٹوری امرت بھری ÷ لے نامے ہر آگے دھری

ایک بھگت میرے ہردے بسے ÷ نامے دیکھ نارائن ہسے ÷ دودھ پیائے بھگت گھر گیا ÷ نامے ہر کا درشن بھیا

(بانی بھگت سری نام دیو جی)

ترجمہ۔ بھگت سری نام دیو جی نے ٹھاکر (بت) کو بھوگ لگانے کیلئے گائے کا دودھ دوھ کر سونے کے کٹورے میں ڈالکر بُت کے سامنے رکھ التجا کی اے گوبند رائے (ایشور) اِس دودھ کو پیؤ ورنہ باپ خفا ہوگا اور بہت التجائیں کیں تب مورتی نے دودھ پی لیا اور نارائن جی ہنسے اور بھگت نام دیو جی نے ایشور کے درشن کیئے۔ اِس قصہ کو بھائی گُرداس جی نے اِس طرح لکھا ہے:۔

کم کیتے پیؤ چلیا نام دیو نوں آکھ سدھایا	ٹھاکر دی سیوا کریں دودھ پیاون کہہ سمجھایا
نام دیو اشنان کر کپل گائے دُہے کے لے آیا	ٹھاکر کو نہوال کے چرنودک تلک چڑھایا
ہتھ جوڑ بینتی کرے دودھ پیؤ جی گوبند رایا	نہچوں کر ارادھیا ہوئے دیال درس دکھایا
بھری کٹوری نام دیو نے ٹھاکر نوں دودھ پیایا	گائے موئی جوالیئن نام دیو دا چھپر چھایا

(وار ۱۵ پوڑی ۱۱ صفحہ ۸۶)

ترجمہ:۔ نام دیو کا باپ کہیں کام کو چلا تو نام دیو کو کہہ گیا اے نام دیو ٹھاکر کی سیوا کرنا اور دودھ پلانا۔ باپ کے بعد نام دیو نے اشنان کر کے کپلا گائے کا دودھ لیکر بُت کو نہلا کر تلک وغیرہ لگا اُس کے آگے رکھا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا ایشور جی مہاراج دودھ پیؤ جب نام دیو نے نہایت عقیدت سے ٹھاکر کی پوجا کی تو پرمیشور نے ظاہر ہو کر درشن دیا اور نام دیو جی نے ٹھاکر کو دودھ کا کٹورا پلایا۔ پھر لکھا ہے:۔

برہمن پُوجے دیوتے دھنا گئو چراون آوے	دھنے ڈٹھا چلت ایہہ پوچھے براہمن آکھ سُناوے
ٹھاکر دی سیوا کرے جو اِچھا سوئی پھل پاوے	دھنا کردا جودڑی مَیں دیہہ اک جے تدھ بھاوے
پتھر اِک پلیٹ کر دے دھنے نوں گیل چھوڑ دے	ٹھاکر نوں نہوال کر چھا روٹی لے بھوگ چڑھاوے
ہتھ جوڑ منت کرے پیریں پئے پئے بہت مناوے	ہوں بھی موہے نہ جو ٹھا ساں توں رُٹھا میں کہو سکھاوے

گوسائیں پرتکھ ہوئے روٹی کھائے چھاہ موہ لاوے

(وار ۱۵ پوڑی ۱۳ صفحہ ۸۸)

ترجمہ:۔ دھنا بھگت گائیں چرا رہا تھا تو اُس نے ایک برہمن کو مورتی پوجا کرتے دیکھا۔ دھنّے کے پوچھنے پر براہمن نے کہا کہ مورتی پوجا کرنیوالا جو مراد چاہیگا وہی پائیگا دھنّے کے مانگنے پر اُس نے ایک بُت اُسکو دیدیا تب دھنّا نے اُس بُت کو نہلا کر روٹی اور چھاچھ اُس کے آگے رکھ کر پوجا کرنے لگا اور پاؤں پر سر رکھ کر منانے لگا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بڑی مشکل سے ایشور اُس بُت سے ظاہر ہُوا۔ اور اُس نے (ایشور نے) چھاچھ پی لی اور روٹی کھالی۔ کیا بھائی میوا سنگھ صاحب غور فرمائیں گے۔

چیچک نکلنے پر دیوی پوجا

گوربلاس میں مرقوم ہے کہ جب سری گورو ہرگوبند صاحب کو چیچک نکلی۔ تو اُن کے پتا سری گوروارجن صاحب نے دیوی پوجا کی۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

گوروارجن پر تھیئے سنگ لینوں   آنند دھار دان بہو دینوں
باج بجاوت چلے اپارا   دُرگیانے دیوی دربارا
دُرگیانے دُرگا کا بھون   دُرگا نام بچاری براہمن
باج بجاوت گور تہہ گئے   دُرگا بھون دیکھ بگسیئے
دہبجا نریل سون درب اپارا   بھٹیا دھری دیو دربارا
دیوی کی پرکرماں کینی   ڈیہورے کی اتیئے چھب چینی الخ

(گوربلاس پاتشاہی چھ ادھیائے ۲ صفحہ ۲۰ و ۲۱)

مطلب جب سری گورو ہرگوبند صاحب کو چیچک نکلی تو گوروارجن صاحب نے براہمنوں کو بلاکر دیوی کی تعریف میں گیت سُنے اور باجے بجاتے ہوئے دُرگیانے دیوی ماتا کے مندر پر گئے اور دان کیا اور بہت نذر نیاز دی اور خود طواف کیا اور دیوی کی پوجا کی وغیرہ۔ پھر سورج پرکاش میں بھی یہ واقعہ ہے یہ دونو کتابیں سکھوں کی مستند ہیں گوربلاس پاتشاہی چھ سمت ۱۷۷۵ بکرمی میں لکھی گئی گویا آج سے ۲۱۶ برس قبل کی تصنیف ہے اور سکھوں کا سب سے پہلا ہی اتھاس ہے۔ اور سورج پرکاش سمت ۱۹۰۰ بکرمی لکھا گیا ان ہر دو مستند تاریخوں میں گوروارجن صاحب کا دیوی پوجا کرنا لکھا ہے۔ اور سورج پرکاش پنتھ پرکاش وغیرہ کتب میں سری گوبند سنگھ جی مہاراج کا دیوی پوجا کرنا بھی لکھا ہے اور بھی کئی ایک حوالجات پیش کیے جاسکتے ہیں۔ لیکن میں بطور اختصار کے پیش کرتا ہُوا ختم کرتا ہوں۔

اعتراض نمبر ۳ کے جواب میں گذارش ہے کہ کوئی مسلمان خدا تعالیٰ کے کعبہ کی چار دیواری میں محدود ہونے کا قائل نہیں۔ کعبہ کو بیت اللہ کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ وہاں محدود ہے۔ لو میں آپکو آپ کے گھر سے ہی سمجھاتا ہوں سری امرتسر دربار صاحب میں "ہرمندر" اکال تخت۔ یا اکال بُنگہ یا ہر کی پوڑی وغیرہ استھان موجود ہیں۔ سُنو غور سے سُنو ہرمندر کے معنے ہیں خدا کا گھر۔ اور اکال تخت کے معنے ہیں خدا کا تخت اسی طرح اکال بنگہ کے معنے ہیں خدا تعالیٰ کا گھر اور ہر کی پوڑی یعنی خدا کی سیڑھی۔ اگر کوئی سکھ صاحب یہی اعتراض کر دے کیونکہ ایسے اعتراض سوائے سکھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھائیوں کے اور کسی کو نہیں سوجھتے کہ کیا ہر مندر میں ایشور جی مہاراج براجمان ہیں یا اکال بنگہ میں خدا رہتا ہے اور وہ محدود ہے یا اکال تخت پر خدا بیٹھا ہے یا ہر کی پوڑی یعنی واہگورو کی سیڑھی تو کیا واہگورو اس سیڑھی سے اُترتا چڑھتا رہتا ہے اور کیا وہ محدود ہے۔ پس جو جواب اس کا آپ دیں وہی ہمارا سمجھیں۔ قرآن مجید تو فرماتا ہے۔ وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ۔

پھر آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک سوال نقل کر کے جواب تحریر فرماتے ہیں۔ سوال۔ حضور بابا نانک صاحب حج کے لئے مکہ میں گئے تھے۔

جواب بھائی سیوا سنگھ صاحب۔ . . . . مرزا صاحب نے گورو نانک صاحب کے مکہ میں تشریف لے جانے کی علت غائی حج بتائی ہے لیکن اپنے دعویٰ کے ثبوت میں جو عبارت جنم ساکھی سے رقم فرمائی ہے وہ یوں ہے

"ایک سمے مردانے نے سری گورو جی اگے منتھا ٹیکیا اور ارداس کیتی سچے پاتشاہ جی عرب دیش کیسا ہے تاں سری گورو کہیا مردانیاں دیکھنا ہے تاں تینوں وکھالیا واں گے تاں پھر گورو انگد جی سری گورو جی نے میرے تائیں آکھیا گورو جی جیویں تساڈی رضائے تاں گورو نانک جی اُتھوں جاندے جاندے عرب دیش وِچ جائے پراپت ہوئے۔" مرزا کی پیش کردہ گواہی بتاتی ہے کہ گورو نانک صاحب نے حج کرنے کے خیال سے سفر مکہ اختیار نہیں کیا بلکہ مردانہ کی استدعا پر انہوں نے کیا۔ (گورو نانک صاحب اور طواف کعبہ صفحہ ۱۷)

جواب۔ اوّل تو بھائی سیوا سنگھ صاحب نے حضرت صاحبؑ کی اس تحریر کا حوالہ نہیں دیا دیتے بھی کہاں سے میں ایڈیٹر صاحب کو چیلنج دیتا ہوں کہ حضورؑ کی کسی کتاب سے دکھائیں کہ آپ نے اس عبارت کو باوا صاحب کے حج کی دلیل ٹھیرایا ہو حضرت صاحب نے تو اس عبارت کو چولہ صاحب کے متعلق پیش کیا ہے نہ کہ حج کے تعلق۔ خدا کا خوف کرو۔ یہ عبارت تو باوا صاحب کے دوبارہ عرب میں جانے کے متعلق ہے۔ جب یہ عبارت ہی حضرت صاحب نے باوا صاحب کے حج کے ثبوت میں نہیں لکھی تو بھائی صاحب کا جواب باطل ہو گیا اور خدا کے نبی کا اعتراض اسی طرح بحال رہا۔

کعبہ پھرنے میں ایک مسلمان کی گواہی

اِس کے بعد آپ ایک مسلمان کی گواہی پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مسلمان بھی اس واقعہ کو چشم دید واقعہ کی طرح مانتے آئے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"بابو محمد یوسف صاحب اپنی کتاب "جنم ساکھی گورو نانک" میں گورو نانک صاحب کا مکہ میں جانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ (گورو نانک صاحب) ۱۵۱۸ء میں مکہ معظمہ وارد ہوئے اور سفر کی تکلیف سے

168

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھکے ماندے ہوکر سوگئے اتفاق سے آپکے پاؤں خانہ کعبہ کی طرف ہوگئے جب صبح نمودار ہوئی تو کعبہ کے مجاوروں میں سے ایک نے گورو صاحب کو اِس حالت میں دیکھ کر کہا کہ تم کون ہو جو کہ ایسی گستاخی سے بیت اللہ کی طرف پاؤں پھیلائے ہوئے ہو اُسوقت آپکی عمر ۵۰ سال کی تھی گویا اپنی وفات سے ۲۰ برس پہلے آپنے عرب کا سفر کیا جب نوجوان خادموں نے اِس طرح کہا تو آپنے فرمایا اینما تولّوا فثم وجہ اللّٰہ یعنی جس طرف مُنہ کرو پس اللہ کی ذات ہے۔ (گورو نانک صاحب اور طواف کعبہ صـ۶)

ناظرین یہ ہے بھائی سیوا سنگھ کا گواہ جس پر آپکو بہت ناز ہے۔ اِس کے سارے بیان کو پڑھ جاؤ کہیں کعبہ شریف کے پھرنے کا ذکر تک نہ پاؤ گے بلکہ یہ بتایا گیا ہے کہ باوا صاحب کے اتفاق سے اُس طرف پاؤں ہوگئے نہ کہ جان بوجھ کر۔ دوسری بات کہ اسوقت باوا صاحب کی عمر ۵۰ سال کی تھی حالانکہ یہ بالکل غلط ہے دیکھو جنم ساکھی بالا صـ۱۵۷ میں سفر مکہ کے وقت باوا صاحب کی عمر پونے انتالیس برس لکھی ہے لیکن بھائی صاحب کا گواہ پچاس سال بتاتا ہے۔ تیسری بات جو قابل غور ہے کہ بابا صاحب کو بیت اللہ کے لفظ سمجھنے میں غلطی لگی جو بھائی صاحب کو لگی ہوئی ہے جس کا جواب اوپر لکھ چکا ہوں تبھی تو بقول باوا محمد یوسف بابا صاحب نے قرآن مجید کی آیت پڑھی جو عین اسلامی عقیدہ کے مطابق ہے پھر آگے چل کر آپ فتوحات مکیہ سے حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ایک کشف نقل کر کے بتاتے ہیں کہ کعبہ کا پھرنا خلاف عقل نہیں چنانچہ وہ قول اس طرح نقل کرتے ہیں:۔

"بخدا کعبہ زمین سے اپنی بنیادوں سمیت ایسا مرفوع ہوگیا جیسا کہ انسان جبکہ اپنے مکان سے اُٹھنے کا ارادہ کرتا ہے تو اپنے کپڑے جمع کرلیتا ہے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ کعبہ نے اپنی دیواریں جمع کرلیں تاکہ مجھ پر حملہ کرے اور اُس وقت ایک ایسی حسین عورت کی شکل میں نمودار ہوا کہ میں نے ایسی حسین شکل کبھی نہ دیکھی تھی۔ (صـ۸)

جواب۔ یہ حضرت ابن عربی کا کشف ہے اگر اِس طرح کشفی حالت میں بابا نانک صاحب رح نے کعبہ پھرتا دیکھا ہو تو ہمیں ماننے میں کوئی عذر نہیں ایسے واقعات اولیاء اللہ سے ہوا کرتے ہیں اور کئی ایک ایسے قصے تذکرۃ الاولیاء میں درج ہیں اگر بھائی صاحب اِس کو اس طرح مانتے ہیں جیسا کہ حضرت ابن عربی کا کشف ہے تو آپکے سارے اعتراض بے بنیاد ہوجاتے ہیں اور یہ ایک نئی دلیل بابا صاحب کے مسلمان ہونے کی قائم ہوجاتی ہے کیونکہ ایسے واقعات مسلمان صوفیاء سے ہی ہوا کرتے ہیں اگر بھائی صاحب پہلے ہی مان لیتے تو اتنا لکھنے لکھانے کی کیا ضرورت تھی آخر بھائی سیوا سنگھ صاحب کیسے چھپے رہیں اپنے مخالف ہی تحریر شائع کردی گویا سکھوں پر تو یہ ظاہر کیا کہ دیکھو میری کتنی وسیع معلومات ہیں میں نے مسلمانوں کی کتابوں سے کعبہ کا پھرنا ثابت کردیا۔ لیکن دوسری طرف سکھوں کے تمام دعووں کا ابطال کردیا اور بتادیا کہ بابا صاحب نے اس طرح کعبہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر ایسا جس طرح حضرت ابن عربی نے کشف میں دیکھا تو نتیجہ صاف نکل آیا کہ دونو ہی کشفی نظارہ ہیں ظاہر نہیں
پھر بھائی صاحب ایک مسلمان شاعر کا مصرع نقل کرتے ہیں ع تو وہ کعبہ ہے کہ کعبہ نے کیا تیرا طواف۔
جواب۔ اِس کا جواب اوپر کے کشف کے جواب میں آچکا ہے اُسی طرح کعبہ نے باوا صاحب کا طواف کیا جس طرح حضرت ابن عربی اور کئی ایک بزرگوں کا کیا باوا صاحب کی کوئی خصوصیت نہیں بلکہ آپ کے مسلمان ہونے کی دلیل ہے۔

جنم ساکھی بالا کے متعلق عرض

قابل غور بات یہ ہے کہ جن مصنفوں نے باوا صاحب کا مکہ معظمہ جانا یا خانہ کعبہ کا پھرنا وغیرہ لکھا ہے کیا ان میں سے کوئی باوا صاحب کے ہمراہ بھی تھا جہاں تک ہماری تحقیق ہے کوئی شخص بھی آپ کے ہمراہ نہ تھا بلکہ بھائی بالا جی کو بھی جاتے وقت چھوڑ گئے تھے دیکھو جنم ساکھی منی سنگھ صفحہ ۴۰۳ پھر بھائی گرداس جی نے بھی آپ کے مغربی ممالک کے سفر میں صرف مردانہ کا ہی ذکر کیا ہے۔ تو اب صاف ظاہر ہے کہ بھائی بالا جی نے جو کچھ سری گورو انگد صاحب کے حضور لکھوایا وہ صرف سُن سُنا کر ہی تھا چشم دید نہ تھا ہو سکتا ہے کہ اُس میں کچھ مبالغہ بھی ہو اور پھر جنم ساکھی بالا میں بھی تحریف کی گئی کیونکہ جنم ساکھی بالا سمت ۱۵۹۶ء میں لکھی گئی لیکن اُس میں شلوک محلہ ۴ و محلہ ۵ کے یعنی گورو رام داس صاحب و سری گورو ارجن صاحب کے ملتے ہیں جو باوا صاحب کی وفات کے کافی عرصہ بعد تصنیف ہوئے اور پھر اُن شلوکوں کو بابا نانک صاحب کی طرف منسوب کیا گیا ہے حالانکہ سری گورو گرنتھ صاحب میں وہی شلوک محلہ ۴ اور محلہ ۵ کے ہیں۔ دیکھو جنم ساکھی بالا صفحہ ۲۹۲ و صفحہ ۳۷۲ اور پھر اِس جنم ساکھی کی بھومکا میں اِس کی تحریف کا اقرار کیا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ واقعہ بھائی بالا جی نے نہ لکھوایا ہو بعد میں جنم ساکھی میں ملا دیا گیا ہو پھر بھائی منی سنگھ جی نے اپنی جنم ساکھی کے صفحہ ا میں جنم ساکھی بالا کے تحریف ہو جانے کا اقرار کیا ہے اور پھر بھائی سنتو کو سنگھ جی نے اپنی کتاب نانک پرکاش میں تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ اصل ساکھی کو بعض لوگوں نے دریائے بیاس میں بہا دیا تھا اور پھر بعد میں ایک اپنے مطلب کی جنم ساکھی تیار کی۔ اِن سب باتوں سے ظاہر ہے کہ یہ واقعہ بعد میں ملا یا گیا ہے ورنہ ایک آدمی کے دو قول نہیں ہو سکتے ایک طرف تو یہ کہے کہ آپ حج کی نیت سے مکہ معظمہ تشریف لے گئے دوسری طرف یہ کہے آپ نے وہاں پہنچ کر بیت اللہ کی طرف پاؤں کر کے الٰہی شعائر کی بے ادبی کی تو صاف ظاہر ہے کہ پاؤں کر کے سونے کا قصہ فرضی اور بناوٹی ہے۔ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ ہو سکتا ہے کہ حج کرنے وغیرہ کا ذکر الحاق ہو تو یہ بات غلط ہے کیونکہ ہندو یا سکھ کو باوا صاحب کو حاجی ثابت کرنے میں کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ یہ اُن کے مخالف ہے اگر کہو یہ عبارت مسلمانوں نے ملا دی تو یہ درست نہیں کیونکہ جنم ساکھی کسی وقت

169
Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی مسلمانوں کے قبضہ میں نہیں آئی۔ سکھ مصنفوں کا رویہ اسلام کے متعلق ہمدردانہ نہ تھا۔ دیکھو جنم ساکھی بالا جو سنہ ۱۹۰۶ء میں چھپی اُس کے صفحہ ۲۵۱ پر ایک پیشگوئی درج تھی۔ کہ ایک زمیندار قوم کا شخص پرگنہ بٹالہ میں مبعوث ہوگا نئے ایڈیشن میں یہ سب سطور ہی غائب ہیں پھر پُرانی ساکھی کے صفحہ ۵۲۷ میں لکھا تھا کہ وہ آنیوالا بھگت مسلمان ہوگا اُس کا نام دِیتّذ یعنی خدا رسیدہ ہوگا بر عکس اُس کے نئے ایڈیشن میں لکھا ہے کہ اُس کا نام بیراگی ہوگا اور وہ مسلمان ہوگا والی ساری سطر ہی غائب ہے یہ تو سکھ برادران وطن کی مہربانی کا تازہ نمونہ ہے۔

بھائی گرداس جی کی واروں کے متعلق کچھ عرض

معزز ناظرین! ہم مختصر سا ثبوت پیش کر چکے ہیں کہ کعبہ کے پھرنے کا قصہ بعد میں جنم ساکھی میں ملایا گیا ہے۔ اِس کتاب کے بعد بھائی گرداس جی نے واروں کو تصنیف کیا۔ ممکن ہے کہ بھائی گرداس جی نے اِسی تحریف شدہ ساکھی سے ہی یہ قصہ اپنی وار میں درج کیا ہو یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی نے بعد میں آپکی تصنیف میں شامل کر دیا ہو کیونکہ سکھ صاحبان کو اِن کی بانی میں تحریف کا اقرار ہے چنانچہ پروفیسر تیجا سنگھ صاحب ایم۔اے۔ خالصہ کالج امرتسر اپنی کتاب "سری گورو گرنتھ صاحب وچ سبدا نتک لگاں ماتراں دے گوجھے بھید" کی بھومکا پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"پرچونکہ اُنہاں دی بانی (بھائی گرداس کی) ساڈے تک اُس سنبھال نال نہیں پہنچی جس نال سری گورو گرنتھ دی بانی پہنچی ہے اِس لئی اُوس وچ ادلا بدلی ہو گئی ہے۔ صفحہ ۹

یہاں پر پروفیسر صاحب اقرار کرتے ہیں کہ بھائی گُرداس جی کی بانی (کلام) میں تغیر و تبدّل ہو گیا ہے اور پھر واران بھائی گرداس جی جس کو بھائی ہیرا سنگھ بازار مائی سیواں امرتسر نے گیانی اندر سنگھ جی سے درست کروا کر شائع کیا ہے اُس کے اخیر میں لکھا ہے "کہ ۳۹ واراں بھائی گرداس بھلے جی کی ہیں اور چالیسویں وار اور کسی دِدوان کی تصنیف ہے اور اکتالیسویں وار کسی اور گرداس کی ہے" ممکن ہے کہ اِسی طرح کعبہ کے پھرنے کا واقعہ بھی کسی نے بعد میں ملا دیا ہو۔

اگر بالفرض ہم تسلیم بھی کر لیں کہ یہ بھائی گوردا س بھلے کی ہی تصنیف ہے تو تضاد لازم آتا ہے دیکھو لکھا ہے:۔

بابا پھر مکے گیا نیل بستر دھارے بن واری — عصّا ہتھ کتاب کچھ کوزہ بانگ مصلّے دھاری
بیٹھا جائے مسیت وچ جتھے حاجی حج گذاری — جاں بابا سُتا رات نوں ول محرابے پائیں پساری
جیون ماری لت دی کیہڑا سُتا کفر کفاری — لتاں ول خدائیدے کیونکر پاٹیا ہوئے بجگاری
ٹنگوں پکڑ گھسیٹیا پھریا مکہ کلا دکھاری — ہوئے حیران کریں جوہاری

(وار پہلی پوڑی ۳۲)

ترجمہ:۔ پھر بابا جی مکے گئے نیلے کپڑے یعنی مسلمانوں کا لباس پہن کر اور ہاتھ میں عصّا اور بغل میں کتاب یعنی قرآن کریم اور کوزہ لیکر مصلّے پر کھڑے ہو کر بانگ دے دی اور اُس مسجد میں جا کر بیٹھ گئے جہاں حاجی لوگ

156
Digitized by Khilafat Library Rabwah

کدام مجدد دین خالی نباشد"

یعنی بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ ہر صدی کے سر سے مراد صدی کی ابتدا نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہر صدی میں مجدد ہوا کریگا خواہ صدی کے اوّل میں مبعوث ہو یا درمیان میں یا صدی کے اخیر پر اور حدیث میں سرِ صدی کی جو قید مذکور ہے وہ اتفاقیہ ہے غرض یہ ہے کہ کوئی صدی مجدد دین سے خالی نہ ہوگی۔

اس جگہ بالطبع ایک سوال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور شریعت محمدیہ ایسی کامل و مکمل شریعت ہے کہ قیامت تک قائم رہیگی اور اس میں کچھ کمی بیشی نہیں ہوسکتی تو پھر اُمّت محمدیہ میں مجدد کے آنیکی کیا ضرورت ہے۔ اور تجدید دین کی غرض و غایت کیا ہے۔

جواب۔ جو علمائے اسلام نے دیا ہے وہ نوّاب صاحب کے الفاظ میں حسب ذیل ہے،۔

"شک نیست کہ نزد گذشتن یک صد سال رنگ عالم و اہل عالم دگرگون میشود و اختلاف عظیم در کارخانہ ملک و ملت رو میدہد و مردم از فتحّ شریعت و بحت سُنّت غافل و بامور جدیدہ مائل میگردند و مراسم دین قویم نزد ایشان کالعدم لیکن شیئاً مذکورا میشوند پس ضرورست کہ حق تعالیٰ کسے را فرستد کہ ایشانرا یاد دہی طریقہ شریفہ نبویہ و شیوہ مرضیہ سلفیہ کند و بر شرور و فتن و محدثات زمن بیاگاہاند و ایں کس بر لسان شرع مجدّد نام دارد و مرضی و محبوب خدا است"۔ (حجج الکرامہ صفحہ ۱۳۴)

(ترجمہ) کچھ شک نہیں کہ ایک صدی کے قریب جب زمانہ گذر جاتا ہے تو دنیا اور اہل دنیا کا رنگ ہی بدل جاتا ہے مذہبی و ملکی کارخانہ میں عجیب گڑبڑ پیدا ہو جاتی ہے لوگ خالص شریعت اور اصل سُنّت سے غافل اور نئے نئے امور کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ اور دین اسلام کے مراسم کی اُن کی نظروں میں کچھ حقیقت و وقعت نہیں رہتی۔ لہٰذا ضروری ہو جاتا ہے کہ خدائے تعالیٰ کسی ایسے شخص کو بھیجے جو اُن کو طریقہ شریفہ نبویہ اور سلف کے پسندیدہ شیوہ کی یاد دلائے۔ اور اُس زمانہ میں جو شرور اور فتنے برپا ہوں اور بدعتیں ظاہر ہوں اُن کے مفاسد جتائے ایسے شخص کا نام شرع شریف کی زبان میں **مجدّد** ہے۔ جو خدا کا برگزیدہ اور محبوب ہوتا ہے۔

مجدّد کی تعریف حضرت شیخ احمد سرہندی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں۔ "بدانند کہ بر سر ہر مأتہ مجددے گذشتہ است ..... ومجدّد آنست کہ ہرچہ دراں مدت فیوض باُمّتیان برسد بتوسط او برسد اگرچہ اقطاب و اوتاد آنوقت بوند و بدلاو نجبا باشند سے خاص کند بندۂ مصلحت عام را"۔ (مقامات امام ربانی۔ مطبوعہ مطبع جیون پرکاش دہلی صفحہ ۱۱۱)

(ترجمہ) جان لیں کہ ہر صدی کے سر پر کوئی مجدّد ہوتا رہا ہے .... اور مجدّد وہ ہے کہ اُس زمانہ میں جو کچھ فیوض اُمّت محمدیہ کے لوگوں کو خدا کی طرف سے ملتے ہیں۔ وہ اُسی مجدد کے ذریعہ سے ملتے ہیں۔ اگرچہ اُن اُمّتیوں میں اقطاب و اوتاد اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حج کرتے ہیں جب بابا جی رات کو محراب کی طرف پاؤں کرکے سو گئے تو جیون نامی ایک شخص نے کہا تم نے خدا کے گھر کی طرف پاؤں کیوں کیئے ہیں الغرض اُس نے پاؤں پکڑکر دوسری طرف کیئے تو ساتھ ہی مکہ پھر گیا اور وہ حیران ہو گئے۔

معزز ناظرین قابل غور بات یہ ہے کہ باوا صاحب کا اسلامی لباس پہننا مسجد میں قیام کرنا جہاں کہ حاجی لوگ حج کرتے ہیں شاید اِس سے مراد عرفات کا میدان ہو جو مکہ معظمہ سے گیارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ کیونکہ وہیں حج کا سب سے بڑا رکن ادا کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید بغل میں رکھنا اور مصلے پر کھڑے ہوکر اذان کہنا وغیرہ یہ سب امور باوا صاحب کو مسلمان ثابت کررہے ہیں یا مخالف۔ کیونکہ اگر کوئی مسلمان ہندوانہ یا سکھوں کا لباس اپنکر کیس۔ کڑا۔ کچھ۔ کرپان۔ دھارن کرکے جپ جی صاحب کا پاٹھ یا ست نام سری واہگورو پڑھتا ہوا امرتسر دربار صاحب میں چلا جائے اور اندرونی طور پر اُس کا مقصد سکھ مذہب کا کھنڈن کرنا ہو تو ایسے شخص کے متعلق بھائی سیوا سنگھ صاحب کیا فتویٰ دینگے۔ ایک طرف یہ لکھا جائے کہ آپ اسلامی لباس میں بانگ دے کر مکہ شریف میں گئے دوسری طرف اُس کے خلاف لکھا جائے بہرحال دونو میں سے ایک ضرور غلط ہے ممکن ہے کہ جو اشعار اسلام کے خلاف ہیں وہ بعد میں ملائے گئے ہوں۔

جنم ساکھی میں تحریف کرنیوالوں نے باوا نانک صاحب کی بڑائی کے لئے عجیب باتیں لکھی ہیں مثلاً لکھا ہے کہ باوا صاحب کی ملاقات ہنومان اور بھبھیکھن سے ہوئی۔ دیکھو جنم ساکھی بالا صفحہ ۵۵۹ حالانکہ ہنومان جی تریتے جگ میں سری رام چندر جی کے زمانہ میں گذرے ہیں ایسا لکھنے والے کا مدعا صرف یہ تھا کہ دیکھو بابا نانک صاحب کتنے بزرگ تھے کہ اُن کو ہنومان نے بھی سجدہ کیا۔ پھر لکھا ہے کہ بابا نانک صاحب کی بحث حضرت پیران پیر محی الدین صاحب سے ہوئی دیکھو جنم ساکھی بالا صفحہ ۵۶۱ حالانکہ حضرت پیر صاحب باوا صاحب سے کئی سو برس پیشتر گذر چکے ہیں۔ پھر بھائی گورو داس جی نے بھی لکھا ہے کہ باوا صاحب کی ملاقات حضرت پیر دستگیر سے ہوئی دیکھو وار پہلی پوڑی ۳۵ و ۳۶۔ پھر جنم ساکھی منی سنگھ میں بھی یہی لکھا ہے کہ باوا نانک صاحب کی بحث پیر محی الدین سے ہوئی دیکھو صفحہ ۵۲۹۔ پھر گیانی گیان سنگھ جی مصنف تواریخ گورو خالصہ نے بھی یہی لکھا ہے کہ باوا صاحب کی بحث حضرت پیر عبدالقادر صاحب سے ہوئی دیکھو تاریخ گورو خالصہ مصنفہ گیان سنگھ جس کو خالصہ ٹریکٹ سوسائٹی نے شائع کیا ہے صفحہ ۱۲۔ پھر سردار سندر سنگھ صاحب ایم۔ اے پروفیسر گورو نانک کالج گوجرانوالہ نے بھی لکھا ہے کہ جب باوا صاحب بغداد پہنچے تو آپ کی ملاقات پیر عبدالقادر صاحب سے ہوئی دیکھو تاریخ گورو خالصہ مصنفہ سندر سنگھ صفحہ ۵۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معزز ناظرین یہ ہے ہمارے سکھ مورخوں کی علمی قابلیت جو یک زبان ہو کر کہتے ہیں کہ باوا صاحب کی ملاقات حضرت پیران پیر دستگیر محی الدین عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی حالانکہ حضرت پیر صاحب باوا صاحب سے کئی سو برس پہلے وفات پاچکے ہیں اگر ایسے تعلیم یافتہ تاریخ کے ماہر یہ کہدیں کہ باوا صاحب کے قدموں کے پیچھے مکہ پھرا تو کونسی تعجب کی بات ہے۔

امام جعفرؒ وامام شافعیؒ سے ملاقات

پھر لکھا ہے کہ بابا نانک کا مباحثہ امام جعفر صاحب سے ہوا دیکھو تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۴۲۴ و تواریخ گورو خالصہ اردو صفحہ ۶ حالانکہ حضرت امام جعفر صاحب باوا نانک صاحب سے کئی سو برس پہلے وفات پاچکے تھے۔ پھر بھائی منی سنگھ جی نے لکھا ہے کہ باوا صاحب کی ملاقات امام شافعی سے ہوئی دیکھو جنم ساکھی منی سنگھ صفحہ ۴۳۴ حالانکہ حضرت امام شافعی تو باوا صاحب سے کئی سو برس پہلے گذر چکے ہیں۔ پھر لکھا ہے کہ باوا صاحب کی ملاقات حضرت امام اعظم سے ہوئی دیکھو تواریخ گورو خالصہ اردو صفحہ ۶ و جنم ساکھی منی سنگھ صفحہ ۴۳۴ و تواریخ گورو خالصہ گرمکھی صفحہ ۴۲۴

کیا مکہ یورپ میں ہے؟

سکھ قوم کے مایہ ناز گیانی گیان سنگھ جی مہاراج اپنی تواریخ گورو خالصہ میں تحریر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

”جیسے یورپ میں حضرت مسیح حضرت موسیٰ حضرت محمدؐ صاحب۔ ہندوستان میں رام چندر۔ کرشن۔ پرسرام۔ بودھ وغیرہ علیٰ ہذا گورو نانک سے لیکر گورو گوبند سنگھ صاحب ہوئے ہیں“ (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۴)

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی۔ کیوں صاحب حضرت مسیحؑ اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت نبی کریم صلعم یورپ میں پیدا ہوئے ہیں؟ جن لوگوں کو یہ بھی خبر نہیں کہ یورپ اور ایشیا میں فرق ہے اور یہ پتہ ہی نہیں کہ مکہ معظمہ یورپ میں ہے یا ایشیا میں اگر وہ یہ مکہ پھرنا کہدیں تو اُنپر کیا افسوس ہوسکتا ہے۔

گواہوں میں اختلاف

آخر جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے کہیں کچھ لکھدیا کہیں کچھ مثلاً جنم ساکھی بالا مطبوعہ منشی گلاب سنگھ کے صفحہ ۱۳۱ میں لکھا ہے کہ باوا صاحب مکہ معظمہ میں پُہنچکر ایک مسجد میں لیٹ گئے تب ملاں جیون صبح کی نماز پڑھنے آیا تو باوا صاحب کو اس حالت میں دیکھ کر خفا ہُوا لیکن برعکس اس کے پوراتن جنم ساکھی کے صفحہ ۱۶۵ میں مرقوم ہے جب باوا صاحب مکہ کی طرف پاؤں کر کے سو گئے تو پیشی (ظہر) کی نماز پڑھنے کے لئے قاضی رکن دین آیا اور باوا صاحب کو اس حالت میں دیکھ کر ناراض ہُوا۔ ناظرین غور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرمائیں ایک مصنّف تو صبح کی نماز کا وقت بتاتا ہے۔ اور دوسرا ظہر۔ پھر ایک مُلاں جیون بتاتا ہے۔ لیکن دوسرا قاضی رکن دین۔ تو صاف ظاہر ہے کہ جس گواہی میں گواہوں کا اختلاف ہو وہ مقدمہ خارج ہو جاتا ہے۔ اور یہاں پر بھی یہی حالت ہے۔

جنم ساکھی بالا صلہ۱۳ میں لکھا ہے کہ باوا صاحب مکہ معظمہ پُہنچ کر قبلے کی طرف پاؤں کر کے لیٹ گئے تو ملاں جیون نے جب آپکے پاؤں پھیرے تو ساتھ ہی مکے کا مُکھ پھرا بقول سکھوں کے کعبہ پھرا لیکن برعکس اُس کے جنم ساکھی بالا اُردو صلہ۱۷۶ میں لکھا ہے کہ جب قاضی رکن دین نے آپکو اس حالت میں دیکھا تو اُس نے باوا صاحب کے پاؤں کو پکڑ کر دوسری طرف کر دیا تو پھر پاؤں اُس طرف ہو گئے۔ پیارے دوستو! خدارا غور کرو تعصب کی پٹی اُتار کر دیکھو ایک تو کہہ رہا ہے کہ آپکے پاؤں کے پیچھے پیچھے کعبہ گھوما۔ لیکن دوسرا کہتا ہے کہ نہیں پاؤں ہی واپس اُس جگہ آجاتے تھے۔ اب بھائی سیوا سنگھ صاحب بتائیے کہ اِن دونوں میں کون سچّا ہے تو صاف کہنا پڑیگا چونکہ بیانوں میں اختلاف ہے اس لئے دونو ہی غلط ہیں۔ پھر گیانی دت سنگھ جی نے اپنی کتاب "نانک پربودھ صلہ۲۲۲ میں اِس واقعہ کو لکھتے ہوئے کعبہ پھرنے کا کہیں ذکر تک نہیں کیا پس اگر یہ واقعہ صحیح ہوتا تو گیانی صاحب ضرور اِس کا ذکر کرتے۔ پھر سردار دھنا سنگھ صاحب آفس قانونگو پسرور لکھتے ہیں۔ کہ جب ملاں باوا صاحب کے پاؤں کو دوسری طرف پھیرنے لگا تو اُسکو سوچ آئی کہ اِدھر بھی تو خدا ہے پھر تیسری طرف پاؤں کیئے اُدھر بھی اُسکو خدا نظر آیا۔ دیکھو رسالہ امرت بابت ماہ اپریل سنہ۱۹۳۶ء صلہ۶۳ کالم ۲۔ معزز ناظرین غور فرمائیں ایک کہتا ہے کہ باوا صاحب کے پاؤں کے پیچھے پیچھے کعبہ گھوما دوسرا کہتا ہے نہیں پاؤں واپس اُس طرف آجاتے تھے۔ تیسرا ذکر تک ہی نہیں کرتا۔ چوتھا کہتا ہے کہ پاؤں پکڑ کر گھمانے والے کو ہی ہر طرف خدا نظر آیا۔ اِن اختلافوں کی موجودگی میں اِس واقعہ کو اتنی اہمیت دینا کس حد تک درست ہو سکتا ہے۔

ایک انگریز کی شہادت

مسٹر میکالف صاحب جن کی تحریروں کو سکھ مذہب میں نہایت احترام سے دیکھا جاتا ہے وہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"لکھیا ہے کہ گورو جی دے سر یردے نال ہی مگر مکہ اوس پاسے مکہ بھی پھر گیا۔ کئی اِس دا روحانی بھاؤ ارتھ سمجھدے ہین اُتے کہندے ہین کہ مکہ پھرن توں مطلب ایہہ ہے کہ گُرو جی نے مکے دے لوکاں نوں اپنے اُپدیش ول پھیر لیا۔" (میکالف اتہاس پہلا حصہ صلہ۱۲۸)

میکالف صاحب فرماتے ہیں باوا صاحب کے جسم کے پیچھے پیچھے مکہ پھرتا رہا ہے کئی لوگ اس کو روحانی خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مکہ پھرنے کا مطلب یہ ہے کہ مکہ معظمہ کے لوگوں کو اپنے اُپدیش کی طرف پھیر لیا۔

171
Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھائی گنڈا سنگھ صاحب کی شہادت

سیوا سنگھ صاحب نے ایک مسلمان کی گواہی پیش کرتے ہوئے لکھا تھا کہ اس واقعہ کے صحیح ہونے کا مسلمانوں کو بھی اقرار ہے حالانکہ اُس تحریر میں کہیں کعبہ پھرنے کا اشارہ تک نہیں۔ مسلمانوں کا اقرار تو ایک طرف رہا بلکہ بھائی گنڈا سنگھ صاحب ایک آریہ کے سوال کرنے پر جواب تحریر فرماتے ہیں:۔

"سری گورو صاحبان نے جہان سے اگیان کے اندھیرے کے دُور کرنے کیلئے ہر ایک انسان کو ست کا اُپدیش دینا (خواہ وہ کسی مذہب کا ہو) اپنا فرض سمجھا ہُوا تھا اِس لئے مکّہ میں جا کر انہوں نے ایسا اُپدیش دیا کہ اہل مکہ کے دلوں کو پھیر دیا جنم ساکھی کے مصنّفوں نے لکھدیا کہ گورو نانک دیو جی نے مکہ پھیر دیا جس کو آپنے بغیر سوچے سمجھے اعتراض بنا دیا۔ اگر آپ ذرا سوچ لیتے کہ ہمارے ملک کا ایک تکیہ کلام ہے کہ فلاں شخص نے اسکو وہ مُنہ توڑ جواب دیئے جس سے اُس کا مُنہ پھر گیا تو بتلائیے واقعی اُس کا مُنہ پھر جاتا ہے یا یہ کہ ایک محاورہ ہے پس اس طرح مکہ کے پھرنے سے یہ مراد ہے کہ سری گورو نانک جی نے اُپدیش سے اہل مکّہ کے دلوں کو پھیر دیا"

صفحہ ۱۸۶
خبط دیاں ندیاں مصنّفہ بھائی گنڈا سنگھ پریزیڈنٹ سری گورو اُپکار پرچارنی سبھا امرتسر

سوال حضرت مسیح موعودؑ۔ اگر کعبہ پھیرنے سے اُن کا مقصد کرامات دکھانا تھا تو کعبہ کو اپنے مقام مخصوص سے دس بیس قدم اِدھر اُدھر کر آتے۔

جواب بھائی سیوا سنگھ۔ مرزا صاحب کی مسلّمہ جنم ساکھی بتاتی ہے کہ جدھر ملاں نے گورو صاحب کے پاؤں پھیرے اُدھر کعبہ پھرتا رہا اگر ملاں گورو صاحب کے پاؤں کو دس بیس قدم اِدھر اُدھر کر کے رکھدیتا تو کعبہ اپنی جائے مخصوص سے دس بیس قدم اِدھر اُدھر ضرور ہو جاتا مرزا صاحب کی بدقسمتی سے یہ غلطی اُسکے دینی بھائی سے ہوئی جس کا جوابدہ سکھ نہیں بلکہ کعبہ کے مجاور ہیں۔ (گورو نانک صاحب اور طواف کعبہ صفحہ ۲)

ناظرین یہ جواب جو بھائی صاحب نے دیا ہے کیسا غلط ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ کعبہ شریف اُسی مقام پر ہے جہاں پہلے تھا یعنی حضرت ابراہیمؑ یا حضرت نبی کریم صلعم یا صحابہ کرامؓ تبع تابعین کے وقت تھا اگر کرامت دکھانا باوا صاحب کا مقصود تھا تو دس بیس قدم کا فرق ڈال دیتے تاکہ آئندہ نسلوں کے لئے باوا صاحب کی کرامت کا نشان ہو جاتا۔ لیکن بھائی سیوا سنگھ صاحب کہتے ہیں کہ ملاں جیون نے جس طرف پاؤں کیئے اُسی طرف کعبہ ہو گیا اگر وہ کچھ فرق پر رکھ دیتا تو کعبہ وہاں ہی ٹھہر جاتا گویا کعبہ اس لئے وہیں کا وہیں ہے کہ ملاں نے جہاں سے قدم اُٹھائے وہیں واپس آ کر رکھ دیئے اور کعبہ ساتھ ساتھ پھر کر وہیں کا وہیں آ گیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جہاں سے گیا تھا۔ جناب بھائی سیوا سنگھ صاحب جنم ساکھی میں تو لکھا ہے کہ پہلے کعبہ کا دروازہ پورب یعنی مشرق کی طرف تھا بعد میں اُتر کی طرف ہو گیا اور وہیں اُس (فرضی) ملاں نے قدم چھوڑ دیئے چنانچہ اس طرح لکھا ہے:۔ "تاں ملاں جیون بابے دیاں لتاں پکڑ کر پھیر دتیاں تاں نالے ہی مکے دا مکھ پھریا تاں ملاں جیوں دیکھے تاں اگے پورب دِشا مُنہ تھیں ہن پھر کر اُتر دِشا ہوئے کھلوتا ہے۔" (جنم ساکھی بالا صفحہ ۱۳۲)

گویا پہلے مکے کا مُنہ یعنی دروازہ پورب (مشرق) کی طرف تھا جیسا کہ اب بھی ہے اور بعد میں اُتر یعنی شمال کی طرف ہو گیا اور پھر اُس کا واپس پورب کی طرف اپنے اصلی مقام پر آنے کا کوئی ذکر نہیں۔ کیونکہ ملاں جیون نے اُتر میں ہی پاؤں چھوڑ دیئے تھے اور کعبہ بھی وہیں ٹھیر گیا واپس اپنے اصلی مقام پر نہیں آیا تو صاف ظاہر ہے کہ کعبہ کا ایک سمت سے دوسری سمت کو بدلنا اور وہیں کا وہیں ٹھیر جانا جنم ساکھی میں درج ہے لیکن برخلاف اِسکے بیت اللہ شریف کا دروازہ پورب یعنی مشرق کی طرف جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی اب بھی ہے۔ اور جنم ساکھی تحریف کرنے والے کو کیا معلوم تھا اِس طرح لکھنے سے بھائی سیوا سنگھ کو ندامت اُٹھانی پڑے گی۔

مکّہ معظّمہ مسلمانوں کا مقدّس مقام ہے جہاں پر ساری دنیا کے حاجی لوگ جمع ہوتے ہیں اگر کوئی ایسا واقعہ ہوتا تو ضرور تھا کہ کوئی مورخ اِس کا ذکر کرتا۔ لیکن کسی مستند پوران تواریخ میں اِس قصّہ کا کوئی ذکر نہیں پایا جاتا۔

جنم ساکھی بالا و جنم ساکھی بابا منی سنگھ میں لکھا ہے۔ کہ مکہ معظمہ میں بغیر مسلمان ہونیکے اور کلمہ پڑھنے کے کوئی نہیں جاسکتا اور ہندو کا جانا بالکل ناممکن ہے دیکھو جنم ساکھی بالا صفحہ ۱۲۳۔ منی سنگھ صفحہ ۲۰۴ و جنم ساکھی بالا اُردو صفحہ ۱۲۲۔ ناظرین غور فرمائیں اگر باوا صاحب مسلمان نہ ہوتے تو مکہ شریف میں کس طرح جاسکتے تھے بقول جنم ساکھیوں کے وہاں پر کوئی غیر مُسلم نہیں جاسکتا پس صاف ظاہر ہے کہ بابا گورو نانک صاحب بحکم خداوندی بہ نیت حج مکہ معظمہ میں تشریف لے گئے۔

جنم ساکھی بالا میں مرقوم ہے کہ مکہ معظمہ میں جو کوئی اندر جاتا ہے اندھا ہو جاتا ہے چنانچہ لکھا ہے:۔

"پھر مردانے نے کہا کہ مَیں جب مکّہ میں گیا تو اندھا نہ ہُوا یہ کیا اسرار تھا۔ تب باوا صاحب نے جواب دیا مکّہ میں وہی اندھے ہوتے ہیں جو دین رسولی کے انکاری ہوں۔" (جنم ساکھی بالا اردو صفحہ ۱۲۷)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جنم ساکھیوں سے ثابت ہے کہ باوا صاحب اور مردانہ دونو مکہ معظمہ میں گئے تب ہی تو بقول بھائی سیوا سنگھ صاحب آپنے کعبہ پھرایا جنم ساکھی کے بیان کے مطابق جو مکہ کے اندر جائے وہ اندھا ہو جاتا ہے لیکن باوا صاحب اور مردانہ اندھے نہیں ہوئے۔ کیونکہ بقول جنم ساکھی وہی اندھا ہوتا ہے جو دین رسولی کا منکر ہو۔ پس نتیجہ صاف ہے کہ باوا صاحب کا اندھا نہ ہونا اِس بات کا ثبوت ہے کہ آپ دین رسولی کے منکر نہیں تھے بلکہ پیرو کار اور سچے مسلمان تھے ؛

اسلام میں مسئلہ زکوٰۃ کی اہمیت

زکوٰۃ اِسلام کا ایک رُکن ہے

عام طور پر دیکھا گیا ہے۔ کہ مسئلہ زکوٰۃ کی اہمیت کما حقہ محسوس نہیں کیجاتی اور اس وجہ سے اس کی ادائیگی کا بھی پوری طرح خیال نہیں رکھا جاتا۔ حالانکہ زکوٰۃ ارکان اسلام میں سے ایک بڑا رکن ہے۔ اور جس طرح دیگر ارکان میں سے کسی ایک کا تارک مجرم اور گنہگار ہے۔ اسی طرح ایسا شخص جس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ مگر وہ ادا نہیں کرتا۔ خدا کے نزدیک سخت مجرم اور گنہگار ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ بُنی الاسلام علی خمسٍ شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ و ان محمداً رسول اللہ و اقام الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ و الحج و صوم رمضان (بخاری کتاب الایمان) یعنی اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے۔ اوّل لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار۔ دوم نماز۔ سوم زکوٰۃ۔ چہارم بیت اللہ کا حج۔ پنجم ماہ رمضان کے روزے۔

اسلام جہاں حقوق اللہ یعنی خدائے تعالےٰ کی عبادت کو ہماری روحانی ترقی کے لئے ضروری قرار دیتا ہے۔ وہاں حقوق العباد یعنی بنی نوع انسان کے جو حقوق ہمارے ذمّہ عائد ہوتے ہیں۔ ان کی ادائیگی پر بھی زور دیتا ہے۔ اور زکوٰۃ حقوق اللہ میں شامل ہونے کے علاوہ حقوق العباد کا ایک نہایت اہم جزء ہے۔ پس اس کی اہمیت کو نظر انداز کرنا عند اللہ بہت بڑا جرم ہے۔

زکوٰۃ سے مال بڑھتا اور پاک ہوتا ہے

زکوٰۃ کے معنے بڑھنے اور پاکیزگی کے ہیں۔ اور زکوٰۃ اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے مال بڑھتا اور پاک ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ ما آتیتم من زکوٰۃ تریدون وجه اللہ فاولٰئك هم المضعفون۔ (سورۃ روم ع ۴) یعنی جو زکوٰۃ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی تم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے دو۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ (اپنے مالوں کو کم نہیں کرتے بلکہ) بڑھاتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اِنّ اللہ لم یفرض الزکوٰۃ الّا لیطیب ما بقی من اموالکم (مشکوٰۃ) یعنی اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ صرف اس لئے فرض کی ہے۔ کہ تمھارے ان مالوں کو جن سے تم زکوٰۃ ادا کرتے ہو پاکیزہ کرے۔

زکوٰۃ سے تزکیۂ نفس ہوتا ہے

زکوٰۃ کا ایک اور بہت بڑا فائدہ یہ ہے۔ کہ اس سے تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ خُذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا۔ (سورہ توبہ ع ۱۳) یعنی اے رسول تو مومنوں سے ان کے اموال کی زکوٰۃ لیکر اس سے انکے نفوس کی تطہیر اور تزکیہ کر۔ دراصل جب ایک انسان دیگر بنی نوع انسان کے لئے جذبہ ہمدردی کے ماتحت اپنے عزیز مال کا ایک حصہ دیتا ہے۔ تو اس سے اسے پاکیزہ اور حلال و طیب مال کے حصول کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک نیکی کرنے سے دوسری نیکی کرنے کی توفیق ملتی ہے۔

اور اس کے علاوہ انسان بخل جیسی ناپاکی سے بھی محفوظ ہوتا ہے۔ پس زکوٰۃ جہاں مال کی ترقی اور اس کے پاک کرنے کا موجب ہے۔ وہاں زکوٰۃ دینے والے کے نفس کی پاکیزگی کا باعث بھی ہے۔

زکوٰۃ نہ ادا کرنے میں دنیوی و اُخروی تباہی ہے

جس با نصاب مال سے زکوٰۃ نہ ادا کی جائے۔ اس میں خیر و برکت نہیں رہتی۔ بلکہ وہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ اور صاحب مال کے لئے دنیا و آخرت میں عذاب کا موجب بن جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِن اللہ لا یحبّ من کان مختالا فخورا الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل ویکتمون ما اٰتھم اللہ من فضلہ واعتدنا للکفرین عذابا الیما۔ (سورۃ نساء ع ۶) یعنی اللہ تعالیٰ تکبّر کرنے والے اور اترانے والے لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔ جو خود بھی بخل کرتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی بخل کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جو مال دیا ہوتا ہے۔ اسے دوسرے لوگوں سے چھپا چھپا کر رکھتے ہیں۔ (ایسے لوگ درحقیقت کافر نعمت ہوتے ہیں) اور ایسے کافروں کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔ اور سورۃ آل عمران رکوع ۱۸ میں فرمایا۔ ولا یحسبنّ الذین یبخلون بما اٰتھم اللہ من فضلہ ھو خیرًا لھم بل ھو شرٌّ لھم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیامۃ۔ یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال سے دینے میں جو محض فضل کے طور پر انہیں دیا گیا ہے۔ بخل کرتے ہیں۔ وہ اپنے حق میں اس کو بہتری کا موجب نہ سمجھ لیں۔ وہ ان کے لئے بہتری کا نہیں بلکہ شر کا موجب ہے۔

جس مال کے دینے میں انہوں نے بخل کیا ہوگا۔ اسے طوق کی صورت میں قیامت کے روز ان کی گردنوں میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈالا جاویگا۔ اس آیت میں یہ بھی بتایا ہے۔ کہ جو لوگ بخل کی وجہ سے زکوٰۃ نہیں دیتے اور یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ ایسا کرنا ان کے لئے بہتری کا موجب ہوگا۔ وہ اس خیال میں سخت غلطی پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ان کا مال دنیا میں بھی ان کے لئے شر یعنی دُکھ اور مصیبت کا موجب ہوتا ہے۔ اور آخرت میں بھی عذاب کا باعث ہوگا۔

پھر سورہ توبہ رکوع ۵ میں فرمایا ہے۔ والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم۔ یوم یحمیٰ علیھا فی نار جھنم فتکوٰی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون۔ یعنی جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے۔ انہیں بتا دو کہ ان کے لئے عذاب ہے۔ یاد کرو اس دن کو جب اس مال کو گرم کرکے اس سے ان کی پیشانیوں۔ پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغ دیا جائیگا" اور انہیں کہا جائیگا۔ کہ یہی وہ مال ہے جسے تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا۔ اب اس کا مزہ چکھو۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ ما خالطت الزکوٰۃ مالاً قط الا اھلکتہ (مشکوٰۃ) یعنی جس مال پر زکوٰۃ واجب ہو۔ مگر ادا نہ کی جائے بلکہ زکوٰۃ کا حصہ اس میں ملا رہے۔ تو وہ دوسرے مال کو بھی تباہ و برباد کر دیگا۔

پس جو لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ زکوٰۃ ادا کرنے سے ان کے مال کم ہو جائیں گے یا یہ کہ ادا نہ کرنے سے ان کے مال بڑھ جائینگے۔ انہیں خوب یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ محض ان کے نفس کا دھوکا اور شیطانی وسوسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ الشیطان یعدکم الفقر ویأمرکم بالفحشاء واللہ یعدکم مغفرۃ منہ وفضلاً واللہ واسع علیم (بقرہ ع ۳۷) یعنی فقر کے خوف سے زکوٰۃ دینے سے رُکنا شیطانی خیال ہے۔ اور انتہائی بخل ہے۔ اور زکوٰۃ دینا اللہ کی مغفرت اور فضل کا موجب ہے۔ (اس آیت کریمہ میں زکوٰۃ نہ دینے کا نام فحشاء (یعنی بڑا گناہ) رکھا گیا ہے۔

زکوٰۃ تمدنی مشکلات کا حل ہے

بعض لوگ زکوٰۃ کو چٹی خیال کرنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ ہماری تمدنی مشکلات کا بہترین حل ہے۔ جو خود خدا تعالیٰ نے ہماری بہتری کے لئے تجویز فرمایا ہے۔ زکوٰۃ سوسائٹی کے اس طبقے کی طرف سے جنہیں خدائے تعالیٰ نے امیر اور صاحب ثروت بنایا ہے۔ اپنے بھائیوں کی جو غریب اور محتاج ہیں۔ امداد ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں۔ توخذ من اغنیاءھم وترد علیٰ فقرآئھم (ترمذی ابواب الزکوٰۃ) یعنی زکوٰۃ امراء سے لیکر غرباء کو دی جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس یہ کس قدر ناشکری کا مقام ہوگا۔ اگر ہم اس طریق سے اپنے بیکس اور محتاج بھائیوں کی امداد نہ کریں۔

زکوٰۃ کی تاکید از حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔ "زکوٰۃ کیا ہے؟ یؤخذ من الامراء ویرد الی الفقراء امراء سے لے کر فقراء کو دی جاتی ہے۔ اس میں اعلیٰ درجہ کی ہمدردی سکھائی گئی تھی۔ اسی طرح سے باہم گرم سرد ملنے سے مسلمان سنبھل جاتے ہیں۔ امراء پر فرض ہے۔ کہ وہ ادا کریں اگر نہ بھی فرض ہوتی تو بھی انسانی ہمدردی کا تقاضا تھا کہ غرباء کی امداد کی جائے۔" (مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد اول)

زکوٰۃ امام وقت کے حکم سے تقسیم ہونی چاہیئے

بعض احباب اپنے طور پر زکوٰۃ کا روپیہ غرباء میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ لیکن یہ طریق درست نہیں۔ ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت ہے۔ اور حضور نے اپنے مبارک ہاتھوں سے زکوٰۃ جمع کرنیکے لئے ایک قومی بیت المال قائم کیا ہوا ہے۔ پس کسی احمدی کا یہ حق نہیں کہ وہ بطور خود زکوٰۃ کا روپیہ تقسیم کرے۔ بلکہ ضروری ہے۔ کہ زکوٰۃ کا روپیہ امام وقت کے ذریعہ تقسیم ہو۔

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد

حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کا اس بارے میں حسب ذیل ارشاد ہے:۔ "عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے۔ اسوقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئیگا۔ چاہیئے۔ کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ (قادیان) اپنی زکوٰۃ بھیجے اور ہر ایک شخص فضولیوں سے اپنے تئیں بچائے۔" (کشتی نوح ص۷۲)

زکوٰۃ کب واجب ہوتی ہے

حدیث میں آیا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من استفاد مالاً فلا زکوٰۃ فیہ حتی یحول علیہ الحول۔ یعنی جو شخص مال کمائے اسپر ایک سال سے پہلے زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

سونے چاندی کے زیورات اور نقدی کی صورت میں روپیہ پر تب زکوٰۃ واجب ہوگی۔ جب مالک کے قبضہ میں آئے۔ ان پر ایک سال گذر جائے۔ اور اس کے بعد جب تک بقدر نصاب باقی رہیں۔ ہر سال انپر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

زکوٰۃ کا نصاب کیا ہے؟

زکوٰۃ کا نصاب نقدی کی صورت میں رائج الوقت سکہ کے ۵۰ روپے ہے۔ جس شخص کے پاس ایک سال تک ۵۰ روپے رہیں اسپر چالیسواں حصہ یعنی سوا روپیہ زکوٰۃ واجب ہوگی اور اس حساب سے اڑھائی روپیہ فی سینکڑہ زکوٰۃ ادا کرنی چاہیئے اور زیورات کی قیمت رائج نرخ کے مطابق لگا کر اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا چاہیئے۔

174

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زکوٰۃ زیورات کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان

(۱) جو زیور استعمال میں آتا ہے۔ اس کی زکوٰۃ نہیں۔

(۲) جو رکھا رہتا ہے۔ اور کبھی کبھی پہنا جائے۔ اس کی زکوٰۃ دینی چاہیئے۔

(۳) جو زیور پہنا جائے۔ اور کبھی کبھی غریب عورتوں کو استعمال کے لئے دیا جائے۔ بعض کا اس کی نسبت یہ فتویٰ ہے۔ کہ اس کی زکوٰۃ نہیں۔

(۴) اور جو زیور پہنا جائے۔ اور دوسروں کو استعمال کے لئے نہ دیا جائے۔ اس پر زکوٰۃ دینا بہتر ہے۔ کہ وہ اپنے نفس کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ اس پر ہمارے گھر میں عمل کرتے ہیں اور ہر سال کے بعد اپنے موجودہ زیور کی زکوٰۃ دیتے ہیں۔

(۵) اور جو زیور کسی طرح رکھا جائے اس کی زکوٰۃ میں کسی کو اختلاف نہیں (مجموعہ فتاویٰ احمدیہ حصہ اول ص ۱۶۸)

دوسری اشیا مثلاً غلہ۔ چوپاؤں اور مال تجارت پر زکوٰۃ کا نصاب اور دیگر مسائل زکوٰۃ معلوم کرنے کے لئے رسالہ "مسائل زکوٰۃ" دفتر ناظر بیت المال (شعبۂ زکوٰۃ) سے مُفت مل سکتا ہے۔

(از نائب ناظر بیت المال شعبۂ زکوٰۃ)

البلیّۃ المالیہ

پچھلے دنوں قرضہ ہائے جنگ کے متعلق برطانوی حکومت نے ریاستہائے متحدہ امریکہ کو نوٹ ارسال کیا ہے اسمیں بیان کیا گیا ہے کہ قرضہ کی پیشگی رقوم کے متعلق جن کی میزان ۴۲۷۷ ملین ڈالر ہے برطانوی حکومت اب تک حکومت امریکہ کو ۲۰۲۵ ملین ڈالر ادا کر چکی ہے پھر بھی قرضہ کی معمولی رقم ابھی تک ۴،۷۱۵۷۸۵۰۰۰ ڈالر ہے۔

اسی دوران میں جنگ کی پیشگی رقوم جن کی میزان ۵۷۷۳۳۰۰۰۰ ڈالر ہے جو ریاستہائے متحدہ امریکہ نے دیگر یورپین سلطنتوں کو دیں۔ اب تک کی کل ادا شدہ رقوم ۶،۷۸۵۰۰۰۰۰ ڈالر ہے۔

لہٰذا اگرچہ جنگ کی پیشگی رقوم جو دیگر یوروپین ممالک کو امریکہ کی طرف سے بطور قرضہ دی گئیں۔ وہ ان پیشگی رقوم سے جو امریکہ نے برطانیہ کو دیں۔ ½ زیادہ ہیں۔ لیکن ان پیشگی رقوم کے سلسلے میں برطانیہ امریکہ کو جو روپیہ ادا کر چکا ہے۔ وہ دیگر ممالک کے اس قسم کی ادا کردہ رقوم سے تین گنا زیادہ ہے۔

اتحادیوں کو پیشگی قرضے

برخلاف اس کے جبکہ برطانیہ نے ۴۲۷۷ ملین ڈالر امریکہ سے قرض لئے۔ برطانیہ کو اتحادی حکومتوں کو ۱۸۰۰ ملین پونڈ پیشگی قرضہ دینا پڑا۔ اگرچہ امریکہ کو تو اپنے اس قرضہ میں سے بہت کچھ واپس مل گیا۔ لیکن برطانیہ کو کچھ نہیں ملا۔ اگر ریاستہائے متحدہ امریکہ ۱۰۰۵۰ ملین ڈالر کے پیشگی قرضوں کا بار محسوس کر رہا ہے۔ جس کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابدال و نجبا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مصلحت عام کے لئے ایک بندہ کو خاص کر لیتا ہے۔

حجج الکرامہ ص۱۳۴ میں لکھا ہے:- "واحد بودن ایں مجدد در ہر مأۃ ہم ضرور نیست بلکہ میتواند کہ جماعتے مجدد باشد در یک عصر"

ترجمہ:- ہر صدی میں ایک مجدد کا ہونا بھی ضرور نہیں ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ ایک ہی زمانہ میں کئی مجدد ہوں۔

نواب صاحب وغیرہ کے اس کلام میں اور حضرت مجدد صاحب کے کلام مذکور الصدر میں بظاہر اختلاف معلوم ہوتا ہے مگر تطبیق اُن میں اس طرح ممکن ہے کہ ایک صدی کے مجددِ دین کی جماعت ایک نظام کے ماتحت ہو یعنی ایک مجدد اعظم ہو باقی اُس کے تابع ہوں۔

حجج الکرامہ ص۱۳۵ میں ہر صدی کے مجددوں کے نام بھی لکھے ہیں۔ پہلی صدی کا مجدد اموی خلیفہ حضرت عمر بن عبد العزیز کو بتایا ہے چنانچہ لکھتے ہیں:- "نزد مأیۃ اولیٰ حجاج بن یوسف ثقفی بود وظلم و فساد او خیلے عام و تام گردیدہ تا گزیر حق تعالیٰ تجدید دین بعمر بن عبد العزیز فرمود لہذا میمون بن مہران گفتہ اِنَّ اللّٰہ کان یتعھد الناس بنبی بعد نبی فانّ اللّٰہ تعالیٰ تعاھد الناس بعمر بن عبد العزیز- اخرجہ ابو نعیم فی الحلیہ- وزہری گفتہ لما کان رأس المائۃ مَنَّ اللّٰہ علیٰ ھذہ الامۃ بعمر بن عبد العزیز اخرجہ الحاکم فی المستدرک عن وھب عن یونس عن الزھری قال الحافظ وھذا یشعر بانّ الحدیث کان مشہوراً فی ذٰلک العصر ففیہ تقویۃ بسندہ مع انہ قوی لثقۃ رجالہ انتہیٰ۔ ابوبکر بزار بسند خود از احمد بن حنبل آوردہ کہ وے ایں حدیث روایت کرد مرفوعاً وگفت کان عمر بن عبد العزیز علیٰ راس المأتہ وارجو ان یکون الشافعی علیٰ راس المأتہ الاخریٰ۔ واخرج البیھقی بسندہ عنہ نحوہ واخرج ابو اسمٰعیل الھروی بسندہ عنہ یقول یروی فی الحدیث عن النبی صلعم بان اللّٰہ یمن علیٰ اھل دینہ علیٰ راس کل مأتہ سنتہ برجل من اھل بیتی لیبیّن لھم دینھم انتہیٰ۔ وعمر بن عبد العزیز و شافعی ہردو قرشی اند اول اموی وثانی مطلبی وسفیان بن عُیَیْنَہ گفتہ بلغنی انہ یخرج من العلماء من یقوی اللّٰہ بہ الدین وانّ یحیی بن آدم عندی منھم" (حجج الکرامہ ص۱۳۵)

ترجمہ:- اوّل صدی کے نزدیک حجاج بن یوسف ثقفی تھا اور ظلم و فساد اُس کا بیحد اور عام ہو گیا تھا اللہ تعالیٰ نے اُس کے فتنہ و شر کو دُور کرنے کیلئے عمر بن عبد العزیز کے ذریعہ سے تجدید[۱] دین فرمائی۔ لہٰذا

[۱] علامہ جلال الدین سیُوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں بضمن حالات حضرت عمر بن عبد العزیز رح لکھا ہے کہ "حاجب بن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسکو ۷۰۳ ملین ڈالر وصول ہو گئے ہیں۔ تو اسکے مقابلے میں دولت متحدہ برطانیہ کا بار کہیں زیادہ ہے۔

ریویو:- قرآن مجید نے سود کو اسی لئے منع کیا ہے اگر اس حکم کی تعمیل کی جائے تو دنیا میں جنگ ہی بند ہو جائیں۔ کیونکہ آجکل تو لڑائی کا دارو مدار بھی زور کی بجائے زر پر ہے اگر سود کی طمع نہ ہو تو زر نہ ملے اور زر نہ ہو تو جنگی سامان نہ ہو اور نہ جنگ ہو امن و آشتی ہو۔ مذکورہ بالا عنوان حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ہے اور اس نوٹ سے ظاہر ہے کہ دنیا اسوقت مالی ابتلاء میں مبتلا ہے اور بڑی بڑی سلطنتیں پریشان ہیں کہ اس مشکل سے کیونکر نکلیں ؛

اسلامی ممالک کے رقبے

ترکی۔ رقبہ ۱۴ لاکھ دس ہزار مربع میل آبادی ایک کروڑ چالیس لاکھ آبادی فی مربع میل ۲۳۔ طرز حکومت جمہوری، دار الحکومت انگورہ۔ دار الحکومت کی آبادی ۷ لاکھ آمدنی ایک کروڑ ۹۰ لاکھ پونڈ۔ موجودہ حکمران مصطفےٰ کمال پاشا صدر جمہوریہ

ایران۔ رقبہ ۶ لاکھ تیس ہزار مربع میل۔ آبادی ایک کروڑ۔ آبادی فی مربع میل ۱۶۔ طرز حکومت شخصی دار السلطنت طہران۔ دار الحکومت کی آبادی ۲ لاکھ دس ہزار۔ سالانہ آمدنی ۶۰ لاکھ پونڈ۔ موجودہ حکمران رضا شاہ پہلوی۔

مصر۔ رقبہ تین لاکھ ۶۰ ہزار مربع میل۔ آبادی ایک کروڑ ۳۰ لاکھ۔ آبادی فی مربع میل ۳۰۔ طرز حکومت پارلیمنٹری۔ دار السلطنت قاہرہ۔ دار الخلافہ کی آبادی ۱۰½ لاکھ۔ سالانہ آمدنی ۳ کروڑ ۴ لاکھ پونڈ۔ موجودہ حکمران شاہ فواد۔

نجد۔ رقبہ دس لاکھ مربع میل آبادی ۱۵ لاکھ آبادی فی مربع میل ۲۔ طرز حکومت شخصی۔ صدر مقام ریاض دار الخلافہ کی آبادی ۸ ہزار۔ سالانہ آمدنی ۱۰ لاکھ پونڈ۔ موجودہ حکمران ابن سعود۔

عراق۔ رقبہ ایک لاکھ پچاس ہزار مربع میل۔ آبادی فی مربع میل ۲۰۔ طرز حکومت شخصی آئینی۔ دار السلطنت بغداد دار الخلافہ کی آبادی ایک لاکھ ستر ہزار۔ سالانہ آمدنی ۴۰ لاکھ پونڈ۔ موجودہ حکمران شاہ غازی۔

یمن۔ رقبہ ۷۴ ہزار مربع میل۔ آبادی ۳۵ لاکھ۔ آبادی فی مربع میل ۶۔ طرز حکومت شخصی دار الصدر کی آبادی ۴۰ ہزار۔ موجودہ حکمران امام یحییٰ۔

عمان۔ رقبہ ۸۲ ہزار مربع میل۔ آبادی ½ ۵ لاکھ آبادی فی مربع میل ۶۔ طرز حکومت شخصی۔ دار السلطنت کی آبادی ۲۳ ہزار۔ دار الخلافہ مسقط۔ موجودہ حکمران تیمور سلطان۔

افغانستان۔ رقبہ ۳ لاکھ ۴۵ ہزار مربع میل۔ آبادی ایک کروڑ۔ آبادی فی مربع میل ۳۔ طرز حکومت شخصی، دار الحکومت کابل۔ دار الحکومت کی آبادی ایک لاکھ۔ سالانہ آمدنی ۱۵ لاکھ پونڈ موجودہ حکمران شاہ ظاہر خاں ؛

مذکورہ بالا حکومتوں کے علاوہ شمالی افریقہ میں مراکش، الجزائر، ٹیونس۔ یہ تین بڑی اسلامی حکومتیں ہیں۔ جن میں سے اوّل الذکر کا رقبہ یورپ کی بڑی سلطنتوں سے زیادہ ہے۔ آبادی کا اندازہ بھی ایک کروڑ تک لگایا جاتا ہے۔ لیکن مراکش اور دوسرے ہمسایہ ملک الجزائر اور ٹیونس ایک عرصہ سے فرانس کے زیر اقتدار ہیں۔ اور اگرچہ ملکی حکمران وہاں موجود ہیں لیکن اصلی حکومت فرانس ہی کی ہے۔ شمالی افریقہ میں ایک وسیع ملک طرابلس المغرب ہے جس کے تمام ساحلی علاقہ پر اٹلی کا تسلط ہو چکا ہے۔ اور وہ اندرونی علاقہ میں بھی بتدریج وسعت دے رہی ہے ؛ (ماخوذ)

157

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میمون بن مہران نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نبی کے بعد لوگوں کی خبر گیری نبی کے ذریعہ سے کیا کرتا تھا اس لیے اُس نے اپنی سُنّت کے مطابق اُمّت محمّدیہ کی خبر گیری عمر بن عبد العزیز کے ذریعہ سے کی۔ اس روایت کا اخراج ابو نعیم نے اپنی کتاب الحلیہ میں کیا ہے۔ اور زہری نے کہا جب صدی کا سر آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس اُمّت پر عمر بن عبد العزیز کے واسطہ سے رحم فرمایا۔ حاکم نے اس کا اخراج مستدرک میں کیا ہے۔ اس طرح کہ انہوں نے وہب سے اور وہب نے یونس سے اور یونس زہری سے۔

حافظ نے کہا اس سے پتہ چلتا ہے کہ مجدد والی حدیث اُس زمانہ میں مشہور تھی۔ پس اس شہرت سے سند حدیث کی اور تقویت ہوتی ہے باوجودیکہ اس کے راوی بھی ثقہ ہیں۔ تمام ہُوا کلام حاکم کا۔ اور ابو بکر بزاز نے بسند خود احمد بن حنبل رح سے روایت کی ہے کہ انہوں نے یہ حدیث مرفوعاً روایت کی اور کہا کہ عمر بن عبد العزیز صدی کے سر پر تھے (یعنی مجدد) اور میں امید رکھتا ہوں کہ شافعی دوسری صدی ہجری کے سر پر مجدد ہونگے۔ اور بیہقی نے بسند خود اُن سے ایسا ہی روایت کیا ہے اور ابو اسمٰعیل الہروی نے بسند خود احمد بن حنبل رح سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث میں یوں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل اسلام پر یہ احسان کرتا رہیگا کہ وہ ہر صدی کے سر پر میرے اہلبیت میں سے کسی شخص کو بھیجتا رہیگا جو اُن کے لئے تبئین دین کیا کریگا۔ سلہ

نوّاب صاحب لکھتے ہیں کہ عمر بن عبد العزیز رح اور شافعی رح دونوں قرشی ہیں پہلے اموی ہیں۔ دوسرے مطلبی۔

حجج الکرامہ میں علامہ سیُوطی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ارجوزہ یعنی بحر رجز کا قصیدہ بھی نقل کیا گیا ہے۔ اُس کے چند اشعار یہاں درج کیئے جاتے ہیں:۔ ؎

"لقد اتی فی خبر مشتہر ÷ رواہ کل حافظ معتبر ÷ بانّہ فی کل راس مأتہ ÷ یبعث ربُّنا لھٰذہ الامۃ
منّاً علینا عالماً یجدد ÷ دین الھدیٰ لانّہ مجتہد ÷ فکان عند المأتۃ الاولیٰ عمر ÷ خلیفۃ العالم باجماع وقر
والشرط فی ذٰلک ان تمضی المأتہ ÷ وھو علیٰ حیاتہ بین الفئۃ"

حاجب بن خلیفہ برجمی کہتے ہیں کہ آپ نے بحالت خلافت ایک خطبہ میں فرمایا کہ واضح ہو کہ رسول اللہ صلعم وصحابہ کرام رض کا طریقہ عین دین ہے۔ اسی کو ہمیں اختیار کرنا چاہیئے اور اُسکے خلاف جتنے طریقے ہوں ان کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ (تاریخ الخلفاء مترجم مطبوعہ مطبع زمیندار لاہور صفحہ ۱۳۱)

سلہ اس موقع پر حدیث سلمان منا اھل البیت بھی یاد رکھنا چاہیئے یعنی آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے۔ کہ سلمان (فارسی) ہم میں سے ہی اہل البیت ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یعنی خبر مشہور میں آیا ہے۔ جو کُل معتبر حفاظ حدیث نے روایت کی ہے۔ کہ ہر صدی کے سر پر ہمارا پروردگار اس امت کے فائدہ کے لئے۔ ہم پر احسان کر کے کسی عالم کو بھیجتا رہیگا۔ جو دین الہدیٰ کی تجدید کیا کریگا۔ کیونکہ وہ مجتہد ہو گا۔ سو پہلی صدی میں حضرت عمر بن عبد العزیز مجدد ہوئے۔ اسپر اجماع ہو چکا ہے (پھر آٹھویں صدی کے مجددوں کے نام بیان کرنیکے بعد لکھتے ہیں۔) اور مجدد ہونے کیلئے یہ شرط ہے کہ صدی گذر جائے اور وہ اپنی جماعت میں زندہ رہے۔ علامہ ابن اثیر جزری نے اگرچہ بعض باتوں میں اختلاف کیا ہے۔ مگر آخر الذکر شرط سے اتفاق کیا ہے چنانچہ شرح جامع الاصول میں لکھا ہے۔ والمراد من انقضت المائۃ وھو حی۔ (حجج الکرامہ صفحہ ۱۴۰) یعنی مجدد سے مراد ایسا شخص ہے کہ (علاوہ اور صفات مجدد کے) صدی گذر جائے اور وہ زندہ رہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ازالۃ الخفا میں تسلیم کیا ہے کہ صدی اوّل کے اختتام پر عمر بن عبد العزیز اور صدی دوم کے اختتام پر حضرت امام شافعیؒ مجدد ہوئے۔ الفاظ اُن کے یہ ہیں:۔

" وخبر داد ند از انکہ بر راس ہر مأتہ مجددے پیدا خواہد شد وہمچناں واقع شد و بر سر ہر مأتہ مجددیکہ از سرِ نو احیاء دین نمود پدید آمد بر مائہ اوّل عمر بن عبد العزیز جور ملوک را بر انداخت و رسوم صالحہ بنیاد نہاد و بر مأتہ ثانیہ شافعی تاسیس اصول و تفریع فقہ کرد " (حجج الکرامہ صفحہ ۱۴۱) (ترجمہ) اور آنحضرت صلعم نے خبر دی کہ ہر صدی کے سر پر کوئی مجدد پیدا ہو گا! اور ایسا ہی ہُوا۔ اور ہر صدی کے سر پر وہ مجدد ظاہر ہُوا جس نے دین کو از سرِ نو زندہ کر دیا۔ صدی اوّل پر عمر بن عبد العزیز نے بادشاہوں کے ظلم کو مٹایا اور رسوم صالحہ کی بنیاد رکھی۔ اور دوسری صدی پر شافعیؒ نے اصول کو مضبوط کیا اور فقہ کی تفریع کی۔

پس یہ بات اہل السُنّت والجماعۃ کی مسلمہ ہے کہ پہلی صدی کے اختتام پر عمر بن عبد العزیز اور دوسری صدی کے اختتام پر امام شافعیؒ مجدد ہوئے۔ اب ان کا زمانہ تاریخ کی کتابوں سے معلوم کرنا چاہیئے۔

علامہ سیوطیؒ نے (جن کو نواب صاحب نے حجج الکرامہ صفحہ ۱۳۵ میں مجدد صدی نہم تسلیم کیا ہے) اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں ولادت عمر بن عبد العزیز سنہ ۳۱ تا ۳۳ھ اور تاریخ وفات اُن کی ۲۰ ماہ رجب سنہ ۱۰۱ھ لکھی ہے اور کتاب اکمال فی اسماء الرجال مصنفہ صاحب مشکوٰۃ المصابیح مترجم اُردو مطبوعہ محمدی لاہور میں بہ ضمن حالات امام شافعی رح لکھا ہے۔ " پیدا ہُوا شافعی غزہ میں کہ ایک شہر ہے فلسطین سے سنہ ۱۵۰ ایکسو پچاس میں " اور اُن کی وفات کا زمانہ یُوں لکھا ہے۔ " پھر نکلا طرف مصر کے اور فوت ہُوا بیچ اسکے وقت عشاء کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جمعرات کو اور مدفون ہُوا جمعہ کے دن بعد عصر کے اور تھا آخر دن رجب کا سنہ ۲۰۴ھ میں اور اسکی عمر چوّن برس کی تھی"

اب ان دونوں بزرگوں کے سنہ ولادت اور سنہ وفات پر نظر ڈالنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک صاحب ذوالقرنین تھے یعنی ایک صدی میں پیدا ہوئے اور دوسری صدی میں موجود رہ کر فوت ہوئے غالباً اسی وجہ سے صاحب مجالس الابرار وغیرہ نے مجدد دین کے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ ایک صدی گذر جائے اور وہ زندہ ہو۔ اور عقلاً بھی یہ بات ضروری معلوم ہوتی ہے کیونکہ مجدد جب اخیر صدی میں اس منصب جلیل پر فائز ہوگا تو اُسے اپنے فرائض منصبی انجام دینے کے لئے مناسب اور کافی وقت بھی ملنا چاہیئے علاوہ ازیں اس میں جھوٹے مدعیوں کے لئے سدّباب بھی ہے کیونکہ زندگی اور موت انسان کے اختیار میں نہیں۔ خدائے تعالیٰ جس کو اس عہدہ پر مقرر کریگا اُسکو اس لطف سے بہرہ اندوز بھی کریگا

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ بعض مجدد ایسے بھی مانے گئے ہیں جنہوں نے اس طرح دو صدیاں نہیں پائیں۔ اس سوال کا جواب ایک تو یہ ہے کہ جن لوگوں نے اپنے حُسن ظن سے بعض حضرات کو مجدد مان لیا ہے ضرور نہیں کہ حدیث نبوی بھی اُن کی ہاں میں ہاں ملائے۔ دوسرا جواب یہ ہے۔ ممکن ہے کہ خدائے تعالیٰ نے کسی شخص کو مستقل طور پر منصب مجددیت عطا کیا ہو اور دوسرے کو اسی صدی میں اُسکی تبعیت میں۔ جس کے لئے دونوں کا ایک ہی زمانہ میں موجود ہونا بھی ضروری نہیں۔ پس جو مستقل مجدد ہوگا وہ ذوالقرنین ہوگا یعنی دونوں صدیوں میں اُس کا وجود پایا جائیگا اور جو متبع ہوگا اُس کے لئے یہ بات لازمی نہیں۔ فاندفع الاشکال۔

الفاظ حدیث علیٰ راس کل مائۃ سنۃ میں جو لفظ راس ہے جس کے معنی سر کے ہیں اُس کی تعیین میں حضرات علماء کو ایک دقت پیش آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی اُس کی تعیین کے لئے تاریخ وسنہ معلوم نہیں اسوجہ سے صدی کے شمار میں اختلاف رائے ہوا بعض نے کہا وقت ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شمار کرنا چاہیئے بعض نے کہا بعثت سے بعض نے کہا ہجرت سے بعض نے کہا کہ آنحضرتؐ کی موت کے وقت سے اور بعض نے کہا کہ جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیش گوئی فرمائی اسوقت سے۔ چنانچہ حاشیہ مشکوٰۃ مسمےٰ نجوم المشکوٰۃ تالیف مولانا محمد صدیق رحمۃ اللہ تعالےٰ میں لکھا ہے "ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ اذا ماتت السنن وحدثت البدع علیٰ راس کل مائۃ سنۃ ای عند القضاء المأتہ من وقت بعثتہ علیہ السلام او موتہ او تکلمہ" (حجج الکرامہ ص ۱۴۱)

اور علامہ مناوی نے شرح جامع صغیر میں علیٰ کل مائۃ سنۃ کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے من المولد النبوی او البعثۃ او الھجرۃ (ایضاً)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اب اگر ولادت نبوی کے وقت سے صدی کا شمار کیا جائے تو اُس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت اُس سال میں ہوئی جس میں قصّہ اصحاب فیل واقع ہُوا اور سنہ ۱۱ھ میں آپؐ نے بعمر ۶۳ سال وفات پائی۔ ۶۳ میں ۳۷ ملانے سے صدی ختم ہوتی ہے یعنی سنہ ۳۷ھ میں بحساب ولادت آنحضرت صلعم ایک صدی ختم ہوتی ہے۔ سنہ ۳۷ھ میں حضرت علی کرم اللہ وجہ خلیفہ تھے۔ ظاہر ہے کہ اسوقت کسی مجدد کی ضرورت نہ تھی نہ اہل اسلام میں سے کسی نے اُس زمانہ میں کسی کا مجدد ہونا مانا۔ پس ظہور مجدد کے لئے ولادت نبویؐ سے صدی کا حساب لگانا صحیح نہیں ہے۔

بعثت نبویؐ سے صدی کا حساب شروع کیا جائے تو سنہ ۱۱ھ یعنی سنہ وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک تئیس ۲۳ برس کا زمانہ ہے۔ اس میں ستتر ۷۷ اضافہ کرنے سے صدی پوری ہو جاتی ہے۔ مگر چونکہ دس ۱۰ برس سنہ ہجری کی تئیس ۲۳ برس نبوّت میں شامل کی گئی ہیں وہ منہا کرکے ستتر ۷۷ میں اضافہ کر دینے پر سنہ ۸۷ ہجری میں صدی ختم ہوتی ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جس میں حضرت عمر بن عبد العزیز موجود تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے وقت سے صدی کا حساب لگایا جائے تو سنہ ۱۱۱ھ میں صدی ختم ہوتی ہے۔

وقت تکلم یعنی حدیث زیر بحث بیان کرنے کے وقت سے صدی کا شمار کیا جائے تو وہی دِقّت پیش آتی ہے کہ بیان کرنیکا صحیح وقت معلوم نہیں۔ البتہ ایک اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اُس کی شکل یہ ہے کہ حدیث زیر بحث آیہ استخلاف کی تفسیر معلوم ہوتی ہے اور آیہ استخلاف یعنی وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم الخ (سورۃ النور) مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ سورۃ النور میں قصہ افک و برأت حضرت عائشہؓ مذکور ہے۔ جو سنہ ۵ ہجری کا واقعہ ہے پس حدیث زیر بحث کے بیان فرمانے کا وقت سنہ ۵ھ سے لیکر سنہ ۱۱ھ ہجری تک ہو سکتا ہے۔ اور اس حساب سے صدی کا اختتام سنہ ۱۰۵ھ پر ہوگا۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ علمائے اہلسُنّت نے سنہ ہجری کے حساب سے صدی اوّل کے سر پر حضرت عمر بن عبد العزیز (المتوفی سنہ ۱۰۱ھ) کو مجدد مانا ہے۔ اس حساب میں اور وقتِ تکلم سے صدی مانکر جو حساب لگائیں اُس میں کوئی اختلاف قابل لحاظ نہیں۔ لہٰذا سنہ ہجری سے شمار کرکے صدی کا سر ماننے پر جو اجماع ہو چکا ہے وہی صحیح معیار مان لینا چاہیئے۔

حضرت خلیفہ عمر بن عبد العزیزؒ اور حضرت امام شافعیؒ کے بعد صدی وار مجددانِ دین کی جو فہرستیں کتب معتبرہ میں پیش کی گئی ہیں اُن کی جانچ معیار مذکور کے مطابق کر لینا چاہیئے ان میں سے جس بزرگ کے واقعات زندگی اس معیار پر پورے اتریں اُسے مجدد یا مستقل مجدد مان لیا جائے۔ ہر مجدد کے واقعات زندگی پر تبصرہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے نقشہ ذیل پر نظر ڈالنے میں سہولت ہوگی۔ صدی اوّل میں مجدد کی ضرورت نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود موجود تھے۔ اور مجدد کی آمد کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صدی ختم ہونے پر تھا۔

اس لئے صدی دوم کا مجدد (۱) سنہ ۱۱۰ھ ہجری تک ظاہر ہونا چاہیئے تھا۔

159

(۲) تیسری صدی کا مجدد	سنہ ۲۱۰ھ تک	"
(۳) چوتھی صدی کا مجدد	سنہ ۳۱۰ھ "	"
(۴) پانچویں صدی کا مجدد	سنہ ۴۱۰ھ "	"
(۵) چھٹی صدی کا مجدد	سنہ ۵۱۰ھ "	"
(۶) ساتویں صدی کا مجدد	سنہ ۶۱۰ھ "	"
(۷) آٹھویں صدی کا مجدد	سنہ ۷۱۰ھ "	"
(۸) نویں صدی کا مجدد	سنہ ۸۱۰ھ "	"
(۹) دسویں صدی کا مجدد	سنہ ۹۱۰ھ "	"
(۱۰) گیارھویں صدی کا مجدد	سنہ ۱۰۱۰ھ "	"
(۱۱) بارھویں صدی کا مجدد	سنہ ۱۱۱۰ھ "	"
(۱۲) تیرھویں صدی کا مجدد	سنہ ۱۲۱۰ھ "	"
(۱۳) چودھویں صدی کا مجدد	سنہ ۱۳۱۰ھ "	"

احادیث نبویہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قسم کی پیشگوئیاں فرمائی ہیں ایک تو خلافت راشدہ کے متعلق جس کی میعاد ۳۰ برس بتائی ہے دوسری اُس خلافت سے متعلق ہے جس میں بارہ (۱۲) قریشی خلفاء کی آمد کا وعدہ کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ سب قریش ہونگے۔ آخر الذکر پیشگوئی کا مصداق ٹھیرانے میں علمائے اہلسنت کا سخت اختلاف ہے ہمارے نزدیک یہ اختلاف بآسانی اس طرح دُور ہو سکتا ہے کہ دوسری صدی سے لیکر شروع تیرھویں صدی تک جو بارہ مجدد ہو چکے ہیں اُن کو بارہ خلفاء والی حدیث کا مصداق مان لیا جائے کیونکہ وہ سب تجدید اسلام کے لئے خدائے تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے۔ انہوں نے نیابتاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک فرائض کو انجام دیا لہٰذا وہ یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء ہیں۔ جب یہ عُقدہ یوں حل ہو گیا تو پھر اُس حدیث پر نظر ڈالنا چاہیئے جس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ وہ اُمّت کیونکر ہلاک ہو سکتی ہے جسکے اوّل میں میں ہوں درمیان میں مہدی اور آخر میں مسیح بن مریم ہیں۔ اس حدیث سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ دوسری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جناب ناظر صاحب تالیف و تصنیف کا سفارش نامہ

برائے توسیع اشاعت رسالہ اردو ریویو آف ریلیجنز

برادران! السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

ریویو اُردو کے بارہ میں ایڈیٹر صاحب نے مجھ سے یہ خواہش کی ہے کہ میں اس کے متعلق احباب سے تحریک کروں کہ اِس کی اشاعت کی توسیع کے لئے کوشش کی جائے۔ صحیح اور حقیقی کوشش جو کسی اخبار یا رسالہ کی توسیع اشاعت کیلئے کیجاسکتی ہے۔ وہ تو خود ایڈیٹر صاحب کے ہاتھ میں ہے۔ یعنی یہ کہ وہ رسالہ میں ایسی ظاہری اور باطنی خوبیاں جمع کر دیں کہ وہ خود بخود لوگوں کی توجہ کا جاذب بنجائے۔ لیکن چونکہ ریویو کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی طرف سے خاص تحریک ہوئی تھی۔ اس لئے میں بھی اس تحریک میں شامل ہو کر احباب سے یہ استدعاء کرتا ہوں کہ وہ اس رسالے کو دوسرے رسالہ جات یا اخباروں کی طرح نہ سمجھیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ارشاد کے ماتحت اس کی اشاعت کیلئے خاص طور پر کوشش کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ کیونکہ اس کی توسیع میں حصّہ لینا صرف ایک مفید لٹریچر کی اشاعت ہی نہیں ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ارشاد کی تعمیل بھی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اشاعت کے بڑھنے سے اس کی ظاہری اور باطنی خوبیوں میں بھی اضافہ کی صورت ہو جائیگی اور ایڈیٹر صاحب اس کی طرف زیادہ توجہ دیکر اسے اُس تعریف کا حقدار بنانیکی کوشش کرینگے جن کی بناء پر حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اس کیلئے خاص تحریک فرمائی تھی۔ فقط والسّلام

مرزا بشیر احمد ناظر تالیف و تصنیف ۲۴—۶—۳۴

نوٹ ضروری۔ حضرت ناظر صاحب تالیف و تصنیف کی سفارش کے احترام میں ہر مقام کی جماعتوں کے معتمدین مہربانی فرما کر رسالہ اُردو کے لئے خاص تحریک فرمائیں اور جسقدر خریدار مہیا ہو سکیں ان سے ہمیں براہ راست اطلاع دیں۔ ایسے اصحاب کے نام خاص طور پر شکریہ کے ساتھ شائع کیئے جائینگے۔ اگر ہر جماعت سے دو چار پُرجوش دوست کھڑے ہو جائیں اور عزم بالجزم کر لیں کہ دس دس نئے خریدار پیدا کر کے دینگے تو اللہ تعالیٰ ضرور حامی و ناصر ہوگا۔ واللہ الموفق

خاکسار ایڈیٹر اُردو ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈابر (ڈاکٹر ایس۔ کے برمن) لمیٹڈ

بچاس برس سے مشہور لاثانی دیسی پیٹنٹ دواؤں کا ہندوستانی وسیع کارخانہ

STAR TRADE MARK (REGD.)

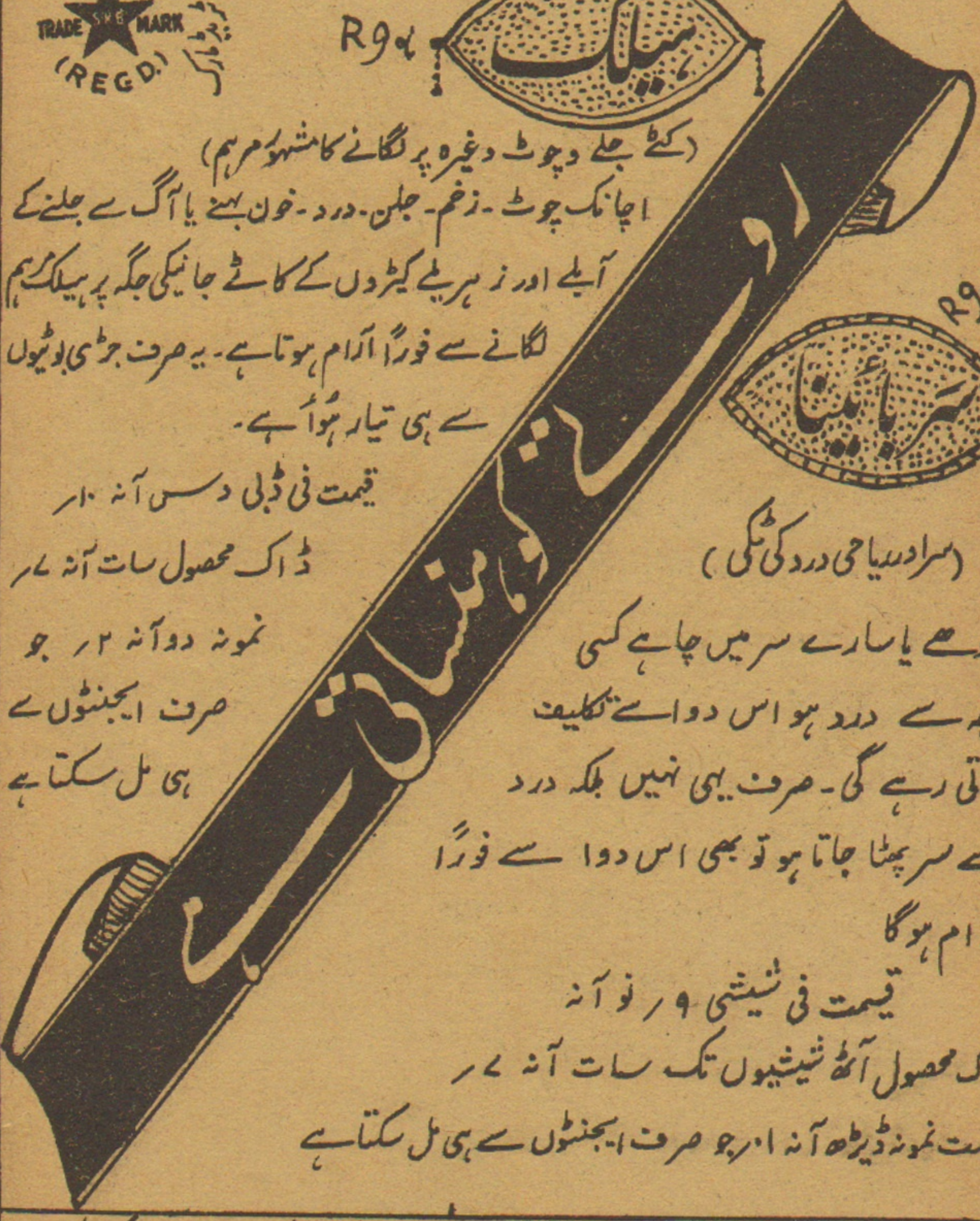

R9۷ ہیلک

(کٹے جلے و چوٹ وغیرہ پر لگانے کا مشہور مرہم)

اچانک چوٹ۔ زخم۔ جلن۔ درد۔ خون بہنے یا آگ سے جلنے کے آبلے اور زہریلے کیڑوں کے کاٹے جانیکی جگہ پر ہیلک مرہم لگانے سے فوراً آرام ہوتا ہے۔ یہ صرف جڑی بوٹیوں سے ہی تیار ہوا ہے۔

قیمت فی ڈبی دس آنہ ۱۰/

ڈاک محصول سات آنہ ۷/

نمونہ دو آنہ ۲/ جو صرف ایجنٹوں سے ہی مل سکتا ہے

R9۲ سر یا بینا

(سر اور ریاحی درد کی ٹکی)

آدھے یا سارے سر میں چاہے کسی وجہ سے درد ہو اس دوا سے تکلیف جاتی رہے گی۔ صرف یہی نہیں بلکہ درد سے سر پھٹا جاتا ہو تو بھی اس دوا سے فوراً آرام ہوگا

قیمت فی شیشی ۹/ نو آنہ

ڈاک محصول آٹھ شیشیوں تک سات آنہ ۷/

قیمت نمونہ ڈیڑھ آنہ ۱/۶ جو صرف ایجنٹوں سے ہی مل سکتا ہے

نوٹ:۔ ہر جگہ ہمارے ایجنٹوں کے ہاں اور دواخانوں میں ملتی ہے۔ دوا خریدتے وقت اسٹار ٹریڈ مارک اور ڈابر نام ضرور دیکھ لیا کریں۔

صیغہ نمبر ۱۱۷ پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ۔ گورداسپور (قادیان) میں شیخ محمد بشیر صاحب جنرل مرچنٹ